عقیدۂ شفاعت

کتاب و سنت کی روشنی میں

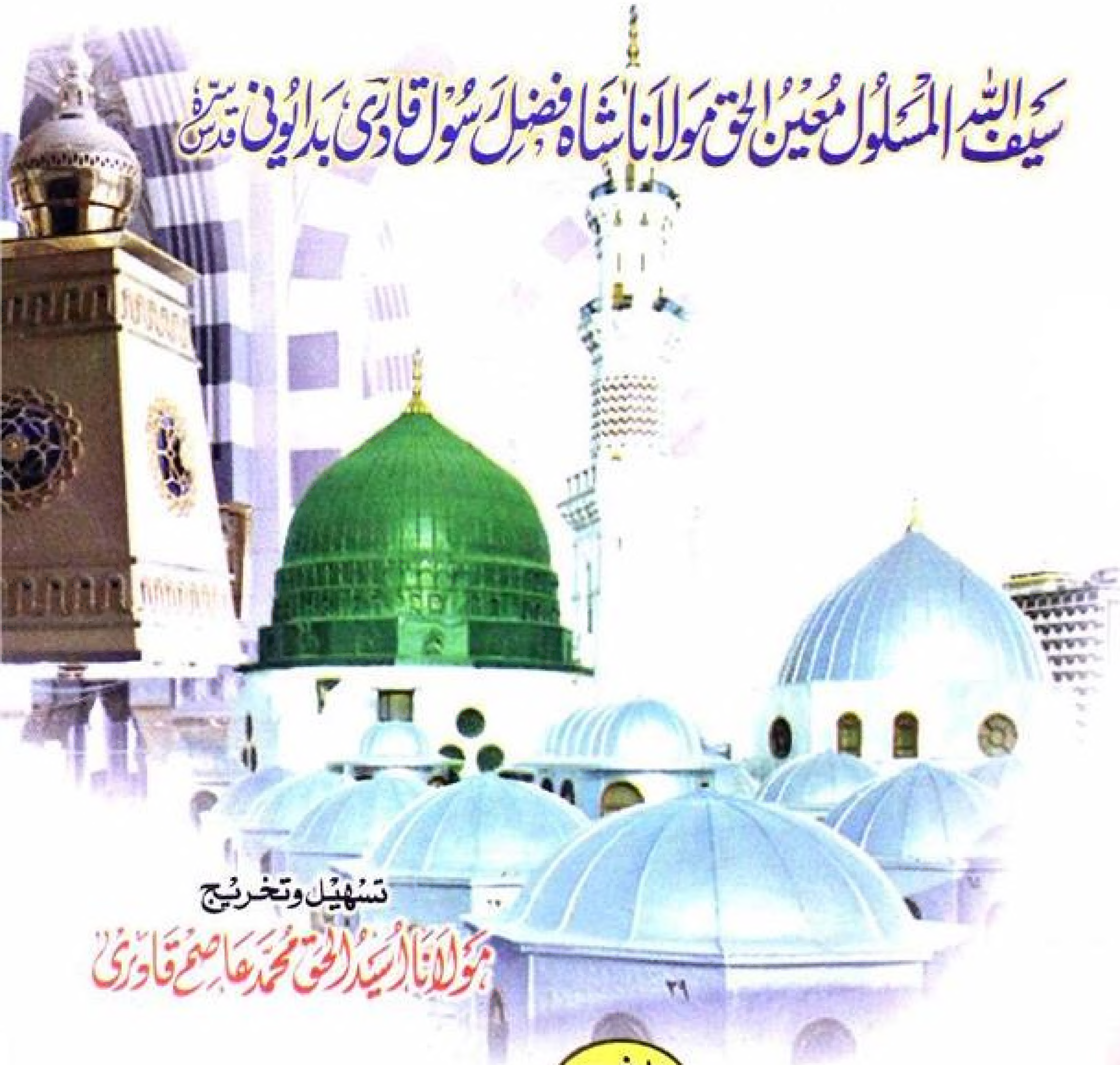

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ

تسہیل وتخریج
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

ناشر:
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

عقیدۂ شفاعت

کتاب و سنّت کی روشنی میں

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ

تسہیل وتخریج

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

ناشر:

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب: عقیدۂ شفاعت کتاب وسنت کی روشنی میں
(فوز المؤمنین بشفاعة الشافعین)

تصنیف: سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

تسہیل، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

طبع اول: ۱۲۶۸ھ، مطبع مفید الخلائق، دہلی

طبع دوم: ۱۳۱۰ھ، مطبع احمدی، دہلی

طبع جدید: محرم ۱۴۲۹ھ، جنوری ۲۰۰۹ء

صفحات: ۱۲۴

قیمت:

کمپوزنگ: جی. این. گرافکس، دہلی، فون: ۹۸۹۹۷۱۴۴۷۰

تقسیم کار

مکتبہ جام نور

۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

مصنف کتاب کے استاذ محترم

حضرت مولانا نورالحق بن احمد انوارالحق فرنگی محلی قدس سرہ

(متوفی ۱۲۳۸ھ ۱۸۲۲ء)

کے نام جن کی درسگاہ کے فیض نے

''فضل رسول'' کو ''علامہ فضل رسول'' بنادیا

میں اپنی اس دینی خدمت کا ثواب انھیں کی روح پاک کو نذر کرتا ہوں رب مقتدر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

عقیدت کیش

اسید الحق محمد عاصم قادری

امید

کسی اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ:

''جو شخص شفاعت پر یقین رکھتا ہے اس کی شفاعت ضرور کی جائے گی اور جو شخص شفاعت پر اعتقاد نہیں رکھتا قیامت کے دن اس کو شفاعت سے محروم رکھا جائے گا''

اس کتاب کی تسہیل، تخریج اور اشاعت میں نے اس امید پر کی ہے کہ شفاعت پر ایمان و اعتقاد رکھنے والوں میں میرا نام بھی لکھ لیا جائے اور اس حقیر سی کاوش کے سبب میں قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر شفاعت کا مستحق ٹھہروں۔

اے میرے پروردگار! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں تیرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تیرے مقرب بندوں کی شفاعت پر اعتقاد رکھتا ہوں، اور تیری بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ کل قیامت کے دن اس گناہ گار اور روسیاہ کو اپنے حبیب علیہ السلام کی شفاعت سے محروم نہ فرمانا۔

هو الحبيب الذى ترجى شفاعته
لكل هول من الاهوال مقتحم

امیدوار شفاعت
اسید الحق محمد عاصم قادری

ابتدائیہ

زیر نظر کتاب آج سے لگ بھگ ۱۶۰ رسال قبل تالیف کی گئی تھی۔ مصنف نے شاہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کی کتاب ''تقویت الایمان'' کے تنقیدی جائزے کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

کتاب کا پورا نام "فوز المؤمنین بشافعة الشافعین" ہے، اس کی تالیف کا صحیح سن تو معلوم نہیں ہوسکا لیکن قرین قیاس یہ ہے کہ یہ ۸-۱۲۶۷ھ کی تصنیف ہے۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے ''تقویت الایمان'' میں دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ شفاعت کے مسئلہ پر بھی بحث کی ہے۔ انھوں نے شفاعت کی تین قسمیں کی ہیں۔ شفاعت بالوجاہت، شفاعت بالمحبت، اور شفاعت بالاذن ان میں شاہ صاحب نے اول الذکر دو قسموں کا انکار کیا ہے اور صرف تیسری قسم کو جائز مانا ہے۔ زیر نظر کتاب میں مصنف نے پہلے شفاعت کے سلسلہ میں اہل سنت کے موقف کو کتاب وسنت سے ثابت کیا ہے اور اس کے بعد شفاعت کے متعلق ''تقویت الایمان'' کی پوری بحث کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ شاہ صاحب کے بعض حامیوں نے شفاعت کے مسئلہ میں ان کا دفاع کرتے ہوئے ''تنبیہ الغافلین'' کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا، فوز المؤمنین کے مصنف نے آخر میں اس رسالہ کا بھی تنقیدی محاسبہ کیا ہے۔ پوری کتاب مصنف کی تحقیقی گہرائی، وسعت مطالعہ اور تنقیدی بصیرت کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

ہماری معلومات کی حد تک یہ کتاب سب سے پہلی مرتبہ ۱۲۶۸ھ میں مطبع مفید الخلائق، دہلی سے شائع ہوئی، پھر اس کے بعد ۱۳۱۰ھ میں مطبع احمدی سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، پھر محبّ گرامی حضرت مفتی عبدالحکیم نوری مصباحی نے ۱۳۱۹ھ ۱۹۹۸ء میں اس کی تسہیل کی جو ماہنامہ مظہر حق بدایوں میں (اپریل ۱۹۹۸ء تا اکتوبر ۱۹۹۸ء) قسط وار شائع ہوئی۔

اب راقم الحروف کی تسہیل، ترتیب اور تخریج کے ساتھ یہ کتاب چوتھی مرتبہ منظر عام پر آرہی ہے۔ کتاب کی تسہیل و تخریج کے سلسلہ میں چند امور قابل توجہ ہیں۔

۱- یہ کتاب چونکہ آج سے لگ بھگ ڈیڑھ صدی پہلے لکھی گئی تھی، لہٰذا آج کے ایک عام اردوداں قاری کے لئے اس کا سمجھنا دشوار تھا۔ چنانچہ اس کی تسہیل ناگزیر ہوئی۔ اور ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کو ایسی زبان میں کردیا جائے جس سے عام طور پر لوگ فائدہ اٹھاسکیں۔ تسہیل کے وقت یہ کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کی زبان کو اس طرح آسان کیا جائے کہ مصنف کے الفاظ اور ان کا اسلوب کسی نہ کسی حد تک برقرار رہے۔ لیکن بعض ایسے مقامات بھی آئے جہاں اس احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ لیکن یہ ''جبری بے احتیاطی'' صرف الفاظ کے انتخاب اور مصنف کے مفہوم کی تعبیر کی حد تک ہے۔ ورنہ حتی الامکان معنوی اعتبار سے کتاب میں کسی بھی قسم کے حذف و اضافہ سے مکمل پرہیز کیا گیا ہے۔ جہاں کہیں پیچیدہ علمی اصطلاحات اور فقہ و حدیث کے اصول وضوابط کی اصطلاحی تعبیرات استعمال ہوئی ہیں، ایسے مقامات تسہیل کے باوجود تشریح طلب ہیں۔ لہٰذا ایسے مقامات پر عبارتوں میں زیادہ چھیڑ چھاڑ کے بجائے حاشیہ میں حسب ضرورت وضاحت کردی گئی ہے۔

۲- احادیث مبارکہ اور علماء کی عبارتوں کے سلسلہ میں مصنف نے اکثر جگہ صرف ان

کا ترجمہ لکھنے پر اکتفا کیا تھا، تخریج کے دوران اصل کتب کی طرف رجوع کر کے عربی یا فارسی عبارتوں کو بھی درج کر دیا گیا ہے۔ عموماً مصنف نے قرآنی آیات درج کرنے کے بعد ان کا ترجمہ ذکر نہیں کیا تھا، ایسے مقامات پر آیات کا ترجمہ حسب موقع کہیں متن میں اور کہیں حاشیہ میں درج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ مصنف نے اس کتاب میں بہت سی احادیث سے استدلال کیا ہے، حتی الامکان ان احادیث کے مراجع و مآخذ کی نشاندہی حاشیہ میں کر دی گئی ہے۔ تخریج کا اصول یہ ہے کہ احادیث کے مراجع کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ صحت وضعف کے اعتبار سے ان کا حکم بھی بیان کر دیا جائے۔ بہت سے مقامات پر ایسا کر دیا گیا ہے مگر وقت کی کمی کے باعث بہت سے مقامات پر ایسا نہیں ہوسکا تاہم کتاب میں مندرج احادیث کے سلسلہ میں تین باتیں قابل لحاظ ہیں۔

الف: شفاعت کے سلسلہ میں مصنف نے اپنا موقف اور دعویٰ آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے۔ ان کے استدلال کی اصل بنیاد انہیں آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ پر قائم ہے۔ اگر کتاب میں کہیں کوئی ضعیف حدیث بھی موجود ہو تب بھی مصنف کی دلیل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیوں کہ ان کی دلیل کی بنیاد ضعیف حدیث پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنا موقف احادیث صحیحہ سے ثابت کر چکے ہیں۔

ب: علمائے سلف کا یہ طریقہ رہا ہے کہ احادیث صحیحہ سے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے بعد کبھی کبھی مزید تقویت کے لئے کچھ ایسی احادیث بھی ذکر کر دیا کرتے تھے جو صحت کے مطلوبہ معیار پر نہ ہوں اگر اس کتاب میں بھی مصنف نے ایسا کیا ہو تو وہ ایسا کرنے میں انہیں اسلاف کے متبع ہیں۔

ج: احادیث کی صحت وضعف کا تعین ایک وسیع موضوع ہے، کسی ایک یا چند متأخرین کے کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے سے ضروری نہیں کہ واقعی وہ حدیث ضعیف ہی

ہو، ممکن ہے متابعات وشواہد کی وجہ سے دوسرے علماء نے اس حدیث کو مقبول قرار دیا ہو، پھر ضعیف حدیث کے بھی چند مراتب ہیں، ہر ضعیف حدیث ایسی نہیں ہوتی جس کو موضوع، متروک یا منکر قرار دے دیا جائے۔ خفیف درجہ کی ضعیف حدیث کے قابل عمل ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں اگرچہ اصولیین کا اختلاف ہے مگر راجح یہی ہے کہ ضعیف حدیث کی کچھ اقسام، کچھ شرائط کے ساتھ بعض معاملات میں قابل عمل اور قابل قبول ہیں۔

۴۔ کتاب پرانے طرز پر مسلسل مضمون کی شکل میں تھی، جگہ جگہ مختلف عنوانات اصل کتاب میں نہیں ہیں یہ اس راقم سطور نے قائم کئے ہیں تاکہ کتاب سے استفادہ زیادہ آسان ہو۔

۵۔ کتاب کی پروف ریڈنگ حتی الامکان توجہ سے کی گئی ہے اس کے باوجود کتاب کو کمپوزنگ کی غلطیوں سے پاک نہیں کہا جاسکتا۔

میں اپنے ان تمام احباب اور کرم فرماؤں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی بھی حیثیت سے اس کتاب کی تیاری میں تعاون کیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

اسید الحق محمد عاصم قادری

مدرسہ قادریہ بدایوں

۱۴/ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

۲۵/دسمبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین سیدنا محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین ․

شفاعت کے متعلق عقیدۂ اہل سنت

شفاعت کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگاروں کے حق میں انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) اور اللہ کے مقرب بندوں کی شفاعت ثابت ہے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں اور بغیر توبہ کے دنیا سے رخصت ہوئے ہوں، جن لوگوں کی شفاعت کی جائے گی ان کی کئی قسمیں ہیں۔

۱- بعض لوگ بغیر حساب و کتاب شفاعت کے سبب جنت میں داخل ہوں گے۔

۲- بعض لوگ حساب و کتاب کے بعد دوزخ کے مستحق قرار دیئے جائیں گے مگر شفاعت کی وجہ سے دوزخ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔

۳- بعض دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے مگر شفاعت کے سبب ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

۴- شفاعت کے سبب بعض لوگوں کے درجات بلند کردیئے جائیں گے۔

اہل سنت کا مسلک ہے کہ "الشفاعة حق" یعنی شفاعت یقیناً حق ہے(۱)

۱-علامہ ابوالبرکات النسفی اہل سنت کے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "الشفاعة

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ

شفاعت شافعین کا انکار تو کیا اس میں شک اور توقف کرنا بھی کفر ہے (۱) ''مجالس الابرار'' جو وہابیہ کے نزدیک بھی معتبر کتاب ہے اس میں بھی یہی لکھا ہے (۲) فرقۂ معتزلہ نے صرف ایک قسم کی شفاعت کا اقرار کیا ہے (۳) اور اہل کبیرہ جو بغیر توبہ کے

بقیہ حاشیہ: ثابتة للرسل و الاخیار فی حق اهل الکبائر" (متن عقائد النسفیہ صفحہ ۱۳، مطبع قیومی کانپور) (ترجمہ: گناہ کبیرہ کے مرتکب کے حق میں رسولوں اور اخیار کی شفاعت ثابت ہے۔)

۱۔ یہ تکفیر طریقۂ فقہاء پر ہے، شیخ زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ بحر الرائق میں فرماتے ہیں: "لاتجوز الصلوٰة خلف من ینکر شفاعة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم او ینکر الکرام الکاتبین أو ینکر الرؤیة لأنه کافر" (بحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱، ص ۳۷۰) ترجمہ: جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرے یا کراما کاتبین کا انکار کرے یا رؤیت باری کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ کافر ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے اپنی دوسری کتاب "المعتقد المنتقد" میں شفاعت کی بحث کے ذیل میں بحر الرائق کے اس عبارت کا حوالہ دیا ہے، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اس مقام پر بھی منکر شفاعت کی تکفیر سے تکفیر کلامی نہیں بلکہ تکفیر فقہی مراد ہے، ان دونوں قسم کے حکم کفر میں جو فرق ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

۲۔ ''مجالس الابرار'' دستیاب نہیں ہو سکی، البتہ مصنف علیہ الرحمہ نے "المعتقد المنتقد" میں تحریر فرمایا ہے: "فی مجالس الابرار الذی هو مستند النجدیة ان التوقف فی شفاعة الشافعین کفر." (المعتقد المنتقد، ص ۱۱۷)

مجالس الابرار جو نجدیوں کے نزدیک بھی مستند ہے اس میں لکھا ہے کہ شافعین کی شفاعت میں توقف کرنا کفر ہے۔

۳۔ جس کو مصنف نے نمبر چار میں بیان کیا ہے یعنی شفاعت صرف اس معنی میں ہوگی کہ جن لوگوں کو جنت کا حکم ہو چکا ہوگا شفاعت کے ذریعہ صرف ان کے درجات بلند کئے جائیں گے۔

دنیا سے رخصت ہوا ہو اس کی شفاعت کا انکار کیا، لہٰذا اس انکار کی بنیاد پر معتزلہ منکر شفاعت اور مردود جماعت قرار دیئے گئے، معتزلہ (۱) کا عقیدہ تھا کہ وہ شخص جس نے

۱۔ یہ ایک گمراہ فرقہ تھا جو دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں ظاہر ہوا، اکثر کا خیال ہے کہ اس فرقہ کا بانی واصل ابن عطا (متوفی ۱۳۱ھ) تھا۔ یہ ایرانی الاصل تھا اور ابتداء حضرت حسن بصری کا شاگرد تھا۔ بعد میں اس نے حضرت سے اختلاف رائے کر کے ایک جدید فرقہ کی بناء ڈالی۔ معتزلہ یونانی فلسفہ سے بے حد متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کا طریقہ اپنایا۔ معتزلہ کے پانچ بنیادی اصول ہیں: (۱) التوحید (۲) العدل (۳) الوعد والوعید (۴) المنزلۃ بین المنزلتین (۵) الامر بالمعروف و النہی عن المنکر. ان اصولوں کے تحت ان کے چند عقائد یہ ہیں: قرآن ازلی قدیم نہیں بلکہ حادث اور مخلوق ہے، جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ نہ مؤمن ہے نہ کافر بلکہ دونوں کے درمیان ایک منزل میں ہے۔ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ قیامت میں دیدار الٰہی ممکن نہیں ہے۔ اس کے علاوہ معتزلہ عذاب قبر اور میزان وغیرہ کا بھی انکار کرتے ہیں۔ امام عبد الکریم شہرستانی کے مطابق معتزلہ ۱۲ ذیلی فرقوں میں منقسم ہو گئے، جن میں واصلیہ، ہذیلیہ، نظامیہ، اور جبائیہ قابل ذکر ہیں۔ کئی صدیاں پہلے معتزلہ اپنے تمام ذیلی فرقوں سمیت ناپید ہو گئے۔ البتہ گزشتہ صدی میں عالم عرب میں جدید دانشوروں کا ایک ایسا عقلیت پسند طبقہ پیدا ہوا جس کے عقائد اگر چہ قدیم معتزلہ والے نہیں ہیں مگر دین کو سمجھنے کا طریقہ اور منہج استدلال بالکل وہی ہے جو معتزلہ کا تھا، اسی لئے اہل علم نے اس طبقہ کو ''جدید معتزلہ'' کا لقب دیا ہے۔ دیکھئے الملل والنحل عبد الکریم شہرستانی، ج۱، ص ۴۴ تا ۸۷، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی قاہرہ ۱۹۷۶ء؛ تاریخ المذاہب الاسلامیہ: امام ابوزہرۃ، ص ۱۲۴ تا ۱۲۹، دار الفکر العربی، قاہرہ ۱۹۹۶؛ الموسوعۃ الاسلامیہ العامہ: شائع کردہ المجلس الاعلیٰ للشؤن الاسلامیہ، قاہرہ ۲۰۰۱ء

گناہ کبیرہ کیا ہو اور بغیر توبہ کے مرا ہو اس کی شفاعت نہیں ہوگی۔ چونکہ فرقۂ وہابیہ نے انکار شفاعت کے معاملہ میں فرقۂ معتزلہ کی پیروی کی ہے (جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے) اور جماعت اہل سنت سے علاحدگی اختیار کی ہے، لہٰذا ہم یہاں امام فخر الدین رازی کی کتاب تفسیر کبیر کے حوالہ سے ان مباحث کا خلاصہ نقل کرتے ہیں جو شفاعت کے سلسلہ میں اہل سنت اور معتزلہ کے درمیان ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں دونوں فریق کے دلائل بھی نقل کریں گے تاکہ کتاب وسنت اور مسلک اہل سنت سے وہابیہ کی مخالفت اور علاحدگی واضح ہو جائے

امام رازی فرماتے ہیں:

"اجمعت الأمة على أن لمحمد صلى الله عليه وسلم شفاعة فى الآخرة و حمل على ذلك قوله تعالىٰ عسى ان يبعثك ربك مقاماً محمودًا و قوله تعالىٰ و لسوف يعطيك ربك فترضى ثم اختلفوا بعد ذلك فى ان شفاعته عليه السلام لمن تكون اتكون للمؤمنين المستحقين للثواب ام تكون لاهل الكبائر المستحقين للعقاب فذهبت المعتزلة إلى انها للمستحقين للثواب و تاثير الشفاعة فى ان تحصل زيادة من المنافع على ما استحقوه و قال اصحابنا تاثيرها فى اسقاط العذاب عن المستحقين للعقاب و اما بان يشفع لهم فى عرصة القيامة حتى لايدخلوا النار و دخلوا النار فيشفع لهم حتى يخرجوا منها و يدخلوا الجنة و اتفقوا على انها ليست للكفار" (۱)

۱۔ تفسیر کبیر، ج۱، ص۵۰۳ و ۵۰۴ مطبوعہ مصر:
زیر آیت "لاتجزى نفس عن نفس شيئا و لايقبل منها شفاعة" (البقرۃ ۴۸)

ترجمہ: امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے آخرت میں شفاعت ثابت ہے، اور اس عقیدہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے "عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا" (۱) اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "و لسوف یعطیك ربك فترضی" (۲) پھر اس بات میں اختلاف ہوا کہ حضور علیہ السلام کی شفاعت کس کے حق میں ہے۔ کیا شفاعت ایسے مومنین کے حق میں ہے جو ثواب کے مستحق ہیں یا وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جنھوں نے گناہ کبیرہ کئے ہیں اور عذاب کے مستحق ہیں، معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہے جو ثواب کے مستحق ہیں۔ اور ان کے لئے شفاعت کی تاثیر یہ ہوگی کہ جن نعمتوں کے وہ مستحق ہیں شفاعت کی وجہ سے ان میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ شفاعت کے اثر سے عذاب کے مستحقوں کے عذاب ساقط کردیئے جائیں گے یا تو اس طور پر کہ عرصۂ قیامت میں ان کی شفاعت ہوگی اور وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں داخل نہیں کئے جائیں گے، یا پھر اس طور پر کہ کچھ لوگ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کی شفاعت کی جائے گی جس کی وجہ سے وہ دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے۔ یاں اس بات پر اتفاق ہے کہ اس قسم کی شفاعت کافروں کے حق میں نہیں ہے۔

پھر امام رازی نے معتزلہ کے دلائل نقل کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ معتزلہ اپنے عقیدے کے ثبوت میں مندرجہ ذیل آیات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ الاسراء، ۷۹ ترجمہ: یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

۲۔ الضحیٰ، ۵ ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

انکار شفاعت پر معتزلہ کے دلائل

۱- ما للظلمین من حمیم و لا شفیع یطاع (۱)
ترجمہ: ظالموں کے لئے کوئی دوست نہ ہوگا نہ ایسا سفارشی ہوگا جس کی سفارش مانی جائے۔

۲- لا بیع فیه و لا خلة و لا شفاعة (۲)
ترجمہ: اس دن جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ شفاعت ہوگی۔

۳- ما للظلمین من انصار (۳)
ترجمہ: ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

۴- لا یشفعون إلا لمن ارتضی (۴)
ترجمہ: وہ (نیک بندے) شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کی جس سے وہ (اللہ) راضی ہوگیا۔

۵- ان الفجار لفی جحیم یصلونها یوم الدین و ما هم عنها

۱۔ الغافر، ۱۸

۲۔ البقرۃ ۲۵۴

۳۔ البقرۃ ۲۷۰

۴۔ الانبیاء ۲۸

بغائبين (۱)

ترجمہ: یقیناً بدکار لوگ جہنم میں ہونگے، قیامت کے روز اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے غائب نہ ہوسکیں گے۔

۶- يدبر الأمر ما من شفيع إلا من بعد اذنه (۲)

ترجمہ: وہ تدبیر فرماتا ہے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے مگر اس کی اجازت کے بعد۔

۷- فما تنفعهم شفاعة الشافعين (۳)

ترجمہ: پس انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

۸- من ذا الذين يشفع عنده إلا باذنه (۴)

ترجمہ: کون ہے جو سفارش کرسکے اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے۔

۹- لا يتكلمون إلا من اذن له الرحمن (۵)

ترجمہ: کوئی نہ بول سکے گا سوائے اس کے جس کو رحمٰن اجازت دے۔

ان آیات کو پیش کرکے معتزلہ کہتے ہیں، ان آیات میں یا تو شفاعت کی نفی ہے یا پھر شفاعت کے لئے ''اذن'' (اجازت) کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب کبائر کی شفاعت کا اذن نہیں دیا۔ کیوں کہ اگر ان کی شفاعت کا اذن دیا ہوتا تو وہ یا تو عقل کے ذریعہ معلوم ہوگا یا نقل کے ذریعہ، اگر عقل کے ذریعہ معلوم ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، کیوں کہ یہ معاملہ امور آخرت کا ہے اور اس میں عقل کو کچھ دخل نہیں اور

۱- الانفطار ۱۴، ۱۵، ۱۶

۲- یونس ۳

۳- المدثر ۴۸

۴- البقرۃ ۲۵۵

۵- النباء ۳۸

اگر اصحاب کبائر کے لئے اذن شفاعت کا علم نقل کے ذریعہ ہو تو یا تو وہ احادیث احاد (۱) ہوں گی، یا احادیث متواترہ (۲) اگر احادیث احاد ہوں گی تو ہم کہیں گے کہ عقیدے کے باب میں اخبار احاد قابل قبول نہیں ہیں۔ کیونکہ ان سے علم یقینی نہیں ہوتا بلکہ علم ظنی حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر وہ احادیث احاد نہ ہوں بلکہ احادیث متواترہ ہوں تو یہ ہمیں تسلیم نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کا علم جمہور مسلمین کو ہوتا اور اگر تواتر سے علم ہوتا تو کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ بعض لوگوں کا انکار اس بات کی دلیل ہے کہ اہل کبائر کے حق میں ''اذن'' کا علم متواتر نہیں۔ (۳)

۱- احادیث احاد ان احادیث کو کہتے ہیں جو درجۂ تواتر کو نہ پہنچی ہوں یعنی ان کے سلسلۂ سند کے ہر طبقہ میں یا کسی ایک طبقہ میں ایک، دو، تین یا تین سے زائد راوی ہوں (مگر اتنے نہ ہوں جو حد تواتر کو پہنچ جائیں) احادیث احاد کی نقل کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔ (۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب (۴) ایسی احادیث ظن غالب کا افادہ کرتی ہیں۔

۲- احادیث متواترہ ایسی حدیثوں کو کہتے ہیں جن کے راوی ہر طبقے میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو اور حدیث کا مضمون عقلی یا قیاسی نہ ہو۔ اس کی چند قسمیں ہیں (۱) متواتر اسنادی (۲) متواتر لفظی (۳) متواتر معنوی (۴) متواتر عملی وغیرہ۔ متواتر حدیث علم قطعی یقینی کا افادہ کرتی ہے اور اس کے مضمون کا انکار کفر ہوتا ہے۔

۳۔ تفسیر کبیر ج۱، ص ۵۰۵، ۵۰۶

انکار شفاعت پر احادیث سے دلیل

ان آیات کے علاوہ معتزلہ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں چند احادیث بھی پیش کی ہیں۔

حدیث (۱)

"عن سهل بن سعد يقول سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول أنا فرطكم علی الحوض من ورده شرب منه و من شرب منه لم يظمأ ابدًا ليردن علی اقوام اعرفهم و يعرفونی ثم يحال بينی و بينهم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن عياش و انا احدثهم هذا فقال هكذا سمعت سهلا فقلت نعم قال و أنا اشهد علی ابی سعيد الخدری لسمعته يزيد فيه قال انهم منی فيقال إنك لاتدری ما بدلوا بعدك فأقول سحقاً سحقاً لمن بدل دينی ۔ (۱)

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا جو حوض کوثر پر آئے گا وہ اس سے پیئے گا اور جو اس سے پی لے گا اس کے بعد کبھی اس کو پیاس نہیں

۱۔ بخاری كتاب الفتن، باب ماجاء فی قول الله تعالیٰ و اتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصة.

لگے گی، کچھ لوگ ایسے میرے پاس آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان جدائی واقع ہوجائے گی، ابو حازم نے کہا کہ مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے یہ حدیث سنی تو انھوں نے پوچھا کیا تم حضرت سہل سے اسی طرح سنا ہے میں (ابو حازم) نے کہا ہاں، تو انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ کو یہی روایت کرتے سنا وہ اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں، پھر کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے (دین میں) کیسی تبدیلیاں کردی تھیں، تب میں کہوں گا، دوری اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے میرے بعد (دین) تبدیل کردیا۔

اس حدیث سے معتزلہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب بدکاروں اور دین بدلنے والوں کو حضور علیہ السلام حوض کوثر سے دور کردیں گے تو شفاعت کیا کریں گے۔

حدیث (۲)

عن جابر بن عبد الله ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امارة السفهاء انها ستكون امراء من دخل علیهم فاعانهم علی ظلمهم و صدقهم بكذبهم فلیس منی و لست منه و لن یرد علی الحوض (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کعب بن عجرۃ میں تمہیں اللہ کی پناہ میں لیتا ہوں سفہاء (بے وقوفوں) کی بادشاہت سے، عنقریب ایسے امیر (بادشاہ) ہوں گے کہ جو ان کے پاس جائے گا تو ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے گا، اور ان کے جھوٹ کی تصدیق

۱۔ صحیح ابن حبان: ج۵، ص۹، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۹۳ء

کرے گا، ایسا شخص نہ مجھ میں سے ہے نہ میں اس سے ہوں اور وہ ہرگز حوض پر نہیں آئے گا۔

اس حدیث سے معتزلہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب ایسا شخص نہ حضور سے ہے نہ حضور اس سے ہیں تو پھر شفاعت کیسے کریں گے، دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ لوگ حوض پر بھی نہیں آسکیں گے تو یہ تو ان کی شفاعت نہ ہونے کی اور قوی دلیل ہے۔

حدیث (۳)

عن أبی هریرة قال علیه السلام لا ألفین احدکم یجئ یوم القیامة علی رقبته بعیر له رعاء یقول یا رسول الله اغثنی فأقول لا املك لك شیئاً قد أبلغتك (۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ میرے پاس آئے اور اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو جو بلبلا رہا ہو، وہ شخص کہے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری مدد فرمایئے۔ تو میں کہوں گا کہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں نے تمہیں دین پہنچا دیا تھا۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے دعویٰ کی صریح دلیل ہے۔ جب حضور کسی چیز کے مالک نہیں ہیں تو پھر شفاعت کے بھی مالک نہیں ہوں گے۔

حدیث (٤)

عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال علیه السلام ثلاثة انا خصمهم

۱۔ بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب الغلول، المسلم: کتاب الأمارة، باب غلظ تحریم الغلول یہ ایک طویل حدیث کا جز ہے، پوری حدیث اور اس پر علماء کا کلام ص۹۲ پر ملاحظہ کریں۔

یـوم القیامة و من کنت خصمه خصمته، رجل اعطی بی ثم غدر و رجل بـاع حـرا فـأکـل ثـمنه، و رجل استأجر اجیراً فاستوفی منه و لم یوفه اجرته .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین شخص ہے کہ قیامت کے دن میں ان کا مد مقابل ہوں گا، اور جس کا میں مد مقابل ہوں گا اس پر غالب آ ؤں گا۔ ایک وہ شخص جس نے وعدہ کیا اور پھر دھوکا دیا، دوسرا وہ جس نے آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی۔ تیسرا وہ جس نے کسی کو مزدور رکھا اس سے مزدوری کرائی اور اس کو اس کی اجرت پوری نہیں دی۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بھی نفی شفاعت کی دلیل ہے کہ جب حضور علیہ السلام ایسے لوگوں کے مد مقابل ہوں گے تو بھلا شفاعت کیا کریں گے۔

امام رازی نے معتزلہ کے ان دلائل کو نقل کرنے کے بعد ترتیب وار ان کا رد فرمایا ہے اس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

معتزلہ کے دلائل کا رد

معتزلہ کی پیش کردہ پہلی آیت کے بارے میں ہم کہیں گے کہ یہاں ''ظالمین'' سے کفار مراد ہیں یعنی کافروں کا کوئی دوست اور سفارشی نہیں ہوگا۔ دوسری آیت میں شفاعت کی عام نفی ہے چونکہ شفاعت کے ثبوت میں بھی دلائل موجود ہیں۔ لہٰذا اس عام کی تخصیص واجب ہے۔ آیت میں فرمایا کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اس آیت میں عموم کا سلب ہے، اور سلب عموم عموم سلب کا افادہ نہیں کرتا۔ چوتھی آیت میں فرمایا کہ وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کی جس سے وہ راضی ہوگیا۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ مرتکب کبیرہ سے اگرچہ اس کے فسق کی وجہ سے اللہ راضی نہیں ہے مگر اس کے ایمان و توحید کی وجہ سے اللہ اس سے راضی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہا جائے گا کہ آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی شفاعت کی جائے گی جس کے اعمال سے اللہ راضی ہوگا بلکہ مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اس کی شفاعت کی جائے گی کہ جس کے حق میں شفاعت کئے جانے سے اللہ راضی ہے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ مرتکب کبیرہ کے حق میں شفاعت کئے جانے سے اللہ راضی ہے۔ پانچویں آیت میں ''فجار'' سے مراد مومنین نہیں بلکہ کفار ہیں اور ان کے حق میں شفاعت نہ ہونے کے ہم بھی قائل ہیں، آیت نمبر ۶، ۸، اور ۹ میں جو شفاعت کو ''اذن'' (اجازت) کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جن کے بارے میں معتزلہ نے کہا کہ اذن کا پایا جانا ثابت نہیں ہے تو ہمیں معتزلہ کا یہ دعویٰ تسلیم نہیں اذن کے پائے

جانے اور متحقق ہونے کے دلائل ہم آگے دیں گے۔ رہی آیت نمبر ۷ کہ انھیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں پہنچائے گی تو یہاں بھی کفار مراد ہیں کہ ان کی شفاعت نہ ہونے کے ہم بھی قائل ہیں، لہذا یہ آیت ہمارے خلاف حجت نہیں بن سکتی۔

اور وہ احادیث جو معتزلہ انکار شفاعت کی دلیل کے طور پر لائے ہیں وہ بھی ہمارے خلاف نہیں ہیں کیونکہ ان میں قیامت کے بعض مخصوص مقامات پر بعض مخصوص افراد کے لئے شفاعت کے نفی کی گئی ہے۔ لہذا یہ نفی ان خاص افراد تک ہی محدود رہے گی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام مرتکبین کبیرہ کی شفاعت کی نفی کی جارہی ہو۔ (۱)

امام رازی فرماتے ہیں:

"و اما الاحاديث فهى دالة على ان محمدا صلى الله عليه وسلم لايشفع لبعض الناس و لايشفع فى بعض المواطن القيامة و ذلك لا يدل على انه لا يشفع لاحد البتة من اصحاب الكبائر و لا أنه يمتنع فى جميع المواطن و الذى نحققه انه تعالىٰ بين ان احدا من الشافعين لا يشفع الا باذن الله فلعل الرسول لم يكن ماذونا فى بعض المواضع و بعض الأوقات فلا يشفع فى ذلك المكان و لا فى ذلك الزمان ثم يصير ماذونا فى موقع آخر و فى وقت آخر فيشفع هناك و الله اعلم. (۲)

ترجمہ: رہیں وہ احادیث جو معتزلہ دلیل میں لائے ہیں تو وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام بعض لوگوں کی قیامت کے بعض

۱- ترجمہ ملخصا، تفسیر کبیر ج ۱، ص ۵۱۳

۲- مرجع سابق ج ۱، ص ۵۱۳ و ۵۱۴

مقامات پر شفاعت نہیں فرمائیں گے۔ یہ احادیث اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ حضور علیہ السلام کبھی بھی حال میں کسی بھی گنہگار کی شفاعت نہیں کریں گے اور نہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو شفاعت کے لئے ہر ہر مقام پر منع کر دیا گیا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ شفاعت کرنے والوں میں سے کوئی شخص بغیر اللہ کی اجازت کے شفاعت نہیں کرے گا، تو شاید ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو بعض مخصوص مقامات اور بعض مخصوص اوقات میں شفاعت کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ لہٰذا آپ ان مخصوص مقامات اور اوقات میں شفاعت نہیں کریں گے۔ پھر دوسرے مقام اور دوسرے وقت میں آپ کو اجازت مرحمت فرمادی جائے، لہٰذا آپ شفاعت فرمائیں گے۔

معتزلہ کے دلائل کا رد کرنے کے بعد امام رازی نے اہل سنت کے عقیدۂ شفاعت پر کتاب وسنت سے دلیلیں دی ہیں۔ یہاں ہم اختصاراً ان کا خلاصہ نقل کرتے ہیں۔

مسئلہ شفاعت پر اہل سنت کے دلائل

دلیل (۱)

"عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلاقول اللہ عزوجل فی ابراهیم "رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعنی فإنه منی و من عصانی فإنك غفور رحيم" و قال عيسىٰ عليه السلام إن تعذبهم فإنهم عبادك و ان تغفرلهم فإنك انت العزيز الحكم" فرفع يديه و قال اللهم امتی امتی و بكى فقال اللہ عزوجل يا جبرئيل اذهب الى محمد و ربك اعلم فسئله ما يبكيك فأتاه جبرئيل عليه السلام فسأله فأخبره رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال و هو اعلم فقال اللہ يا جبريل اذهب إلى محمد فقل انا سنرضيك فی امتك و لا نسوك" (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے وہ فرماتے ہیں (ترجمہ آیت) ''اے میرے رب

---

۱ — صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لأمته و بكائه و شفقته عليهم.

ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کردیا تو جس نے میری پیروی کی وہ میرے راستے پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے'' پھر حضور نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے (ترجمہ) ''اے رب اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے'' یہ آیتیں تلاوت کر کے حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ (دعاء کے لیئے) بلند فرمائے اور دعا کی۔ اے اللہ! میری امت میری امت اور پھر آپ پر گریہ طاری ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا اے جبرئیل محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے رونے کا سبب پوچھو حالانکہ تیرا رب زیادہ جاننے والا ہے، حکم کے مطابق جبرئیل علیہ السلام حضور کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا، اور حضور علیہ السلام سے معلوم کر کے اللہ کو بتایا حالانکہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ آپ کی امت (کی بخشش) کے معاملہ میں ہم آپ کو راضی کرلیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

یہ حدیث پاک شفاعت کے باب میں بہت قوی دلیل کا درجہ رکھتی ہے۔

دلیل (۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لا یملکون الشفاعة إلا من اتخذ عند الرحمن عهدًا" (۱)

ترجمہ: وہ شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے بجز ان کے جنھوں نے اللہ کے پاس کوئی عہد وقرار کیا ہوگا۔

امام رازی فرماتے ہیں:

"ان المجرمين لا يستحقون ان يشفع لهم غيرهم إلا اذا

۱- مریم ۸۷

كانوا قد اتخذوا عند الرحمن عهدا فكل من اتخذ عند الرحمن وجب دخوله فيه و صاحب الكبيرة اتخذ عند الرحمن عهدا وهو التوحيد و الاسلام فوجب ان يكون داخلا تحته" (۱)

ترجمہ: بے شک مجرمین اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ دوسرا ان کے لئے شفاعت کرے ہاں صرف وہ مستحق ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد و قرار کیا ہے۔ اب جس کسی نے بھی عہد و قرار کیا ہوگا اس کا اس استحقاق شفاعت میں داخل ہونا ضروری ہے۔ اور صاحب کبیرہ نے اللہ تعالیٰ سے توحید اور اسلام کا عہد کیا ہے۔ لہٰذا اس کا بھی اس استحقاق شفاعت میں داخل ہونا ضروری ہے۔

دلیل (۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لا يشفعون إلا لمن ارتضى" (۲)

ترجمہ: وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر صرف اس کی جس کو اللہ پسند فرمائے۔

اس پر امام رازی فرماتے ہیں:

"وجه الإستدلال به ان صاحب الكبيرة مرتضى عند الله تعالىٰ و كل من كان مرتضى عند الله تعالىٰ وجب ان يكون من اهل الشفاعة و انما قلنا ان صاحب الكبيرة مرتضى عند الله تعالىٰ لأنه مرتضى عند الله بحسب

۱- تفسیر کبیر ج۱، ص ۵۰۷

۲- الانبیاء ۲۸

ایمانه و توحیده" (۱)

ترجمہ: اس آیت سے اس طور پر دلیل دی جاتی ہے کہ صاحب کبیرہ اللہ کے نزدیک مرتضی (پسندیدہ) ہے اور جو کوئی بھی اللہ کا مرتضی ہوگا وہ یقیناً شفاعت کا مستحق ہوگا (اس آیت کی روشنی میں) اور ہم نے یہ جو کہا کہ صاحب کبیرہ پسندیدہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان اور اقرار توحید کی بنیاد پر پسندیدہ ہے۔

دلیل (۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فما تنفعهم شفاعة الشافعين"(۲)

ترجمہ: اور ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔

پیچھے ذکر کیا گیا کہ یہ کفار کے حق میں ہے یعنی کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی، جب فائدہ نہ دینے کی تخصیص کفار کے ساتھ کردی اس سے لازم آیا کہ مؤمنین کو شافعین کی شفاعت ضرور فائدہ دے گی۔

دلیل (۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فاستغفر لذنبك و للمؤمنين و المؤمنات" (۳)

ترجمہ: اور دعاء مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لئے (۴)

امام رازی فرماتے ہیں:

۱- تفسیر کبیر ج ۱، ص ۵۰۸

۲- المدثر، ۴۸

۳- محمد، ۱۹

۴- یہ ترجمہ پیر محمد کرم شاہ ازہری صاحب کے ترجمۂ قرآن "ضیاء القرآن" سے ماخوذ ہے۔

"انہ تعالیٰ امر محمداً بان یستغفر لکل المؤمنین و المؤمنات و قد بینا فی تفسیر قولہ تعالیٰ الذین یؤمنون بالغیب ان صاحب الکبیرۃ مؤمن و اذا کان کذلک ثبت ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استغفر لھم و اذا کان کذلک ثبت ان اللہ تعالیٰ قد غفرلھم إلا لکان اللہ تعالیٰ قد امرہ بالدعاء لیرد دعائہ فیصیر ذلک محض التحقیر و الایذا وھو غیر لائق باللہ تعالیٰ و لا بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فدل علی ان اللہ تعالیٰ لما امر محمدا بالاستغفار لکل العصاۃ فقد استجاب دعائہ و ذلک إنما یتم لو غفرلھم و لا معنی الشفاعۃ الا ھذا" (۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حکم فرمایا ہے کہ وہ تمام مؤمنین و مؤمنات کے لئے مغفرت طلب کریں، اور ہم نے آیت کریمہ "الذین یؤمنون بالغیب" کی تفسیر میں ذکر کیا تھا کہ مرتکب کبیرہ بھی مومن ہے۔ جب یہ بات طے ہوگئی کہ مرتکب کبیرہ بھی مومن ہے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ان کے لئے (یعنی صاحب کبیرہ کے لئے) بھی مغفرت طلب کی ہوگی، جب یہ بات طے ہوگئی تو ثابت ہوا کہ اللہ ان کی مغفرت ضرور فرمائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کو اس لئے دعاء کا حکم دیا کہ وہ ان کی دعاء کو رد کردے۔ یہ تو محض تحقیر اور ایذا دینا ہوا۔ اور یہ بات نہ تو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور نہ ہی یہ حضور کے مرتبۂ (محبوبیت) کے لائق

۱۔ تفسیر کبیر ج ۱، ص ۵۰۹

ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دعاء کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ ان کی دعا قبول بھی فرمائے گا، اور یہ اسی وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادے۔ شفاعت کا اس کے علاوہ اور کیا معنی ہے۔

دلیل (٦)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "و لو أنهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله و استغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما" (۱)

ترجمہ: اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے، اور رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

امام رازی فرماتے ہیں:

"الاية تدل على ان الرسول متى استغفر للعصاة و الظالمين فإن الله يغفر لهم و هذا يدل على ان شفاعة الرسول فى حق اهل الكبائر مقبولة فى الدنيا فوجب ان تكون مقبولة فى الآخرة لانه لا قائل بالفرق" (۲)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول علیہ السلام جب گنہگاروں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تو اللہ ان کو بخش دیتا ہے۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضور کی شفاعت دنیا میں اہل کبائر کے حق میں مقبول ہے تو ضروری ہے کہ ان کی شفاعت اہل کبائر کے حق

۱- النساء ۶۴

۲- تفسیر کبیر، امام رازی، ج ۱، ص ۵۰۹

میں آخرت میں بھی مقبول ہو، کیوں کہ ان دونوں حالتوں کے درمیان فرق کا کوئی قائل نہیں ہے۔

شفاعت کے سلسلہ میں یہ چند آیات تھیں، شفاعت کے ثبوت پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔ امام رازی نے اس سلسلہ میں تین احادیث ذکر کی ہیں۔ فی الحال یہاں دو ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شفاعتی لاهل الکبائر من امتی" (۱)

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے گنہگاروں کے لئے ہے۔

دوسری حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"لکل نبی دعوة مستجابة فتعجل کل نبی دعوته و انی اختبأت دعوتی شفاعة لأمتی إلی یوم القیامة فهی نائلة ان شاء الله من مات من امتی لایشرک بالله شیئاً" (۲)

۱- الف: سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی شفاعة

ب: جامع الترمذی، کتاب صفة الرقائق، باب ماجاء فی الشفاعة: عن انس

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

ج: سنن ابن ماجہ: کتاب الزہد، باب ذکر الشفاعة: عن جابر

د: مسند احمد بن حنبل، ج۳، ص۲۱۳ مؤسسة قرطبة قاهره

۲- الف: بخاری، کتاب الدعوات، باب لکل نبی دعوة مستجابة، عن ابی هریرة

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ترجمہ: ہر نبی کے لئے ایک قبول ہونے والی دعا ہے۔ تمام انبیاء نے وہ دعا مانگنے میں جلدی کی (یعنی وہ مانگ چکے) لیکن میں نے اپنی اس دعا کو بروز قیامت اپنی امت کے لئے اٹھا رکھا ہے، میری امت میں سے ہر وہ شخص میری شفاعت پائے گا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوگا۔

یہ حدیث صراحتاً دلالت کر رہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ہر اس شخص کو فائدہ پہنچائے گی جو آپ کی امت میں سے بغیر شرک کے فوت ہوگا۔

امام رازی فرماتے ہیں:

"کل واحد من هذه الاخبار و ان کان مرویا بالآحاد إلا انها کثیرة جداً و بینهما قدر مشترك واحد وهو خروج اهل العقاب من النار بسبب الشفاعة فیصیر هذا المعنی مرویا علی سبیل التواتر فیکون حجة." (۱)

ترجمہ: اس قسم کی تمام احادیث اگرچہ اخبار احاد ہیں لیکن بہت کثیر ہیں، اور ان سب کے درمیان ایک قدر مشترک ہے اور وہ شفاعت کے سبب اہل عقاب کا دوزخ سے نکلنا ہے تو یہ معنی گویا متواتر ہوگیا، اور جب

بقیہ حاشیہ: ب: مسلم: کتاب الایمان، باب اختباء النبی صلی الله علیه وسلم دعوة الشفاعة لأمته

ج: ترمذی، کتاب الدعوات، باب فضل لاحول و لاقوة إلا بالله

د: ابن ماجة کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، عن ابی هریرة

۱- تفسیر کبیر ج۱، ص۵۱۲، ۵۱۳

متواتر ہو گیا تو (باب عقائد میں) حجت ہے۔(۱)

آیت کریمہ "من ذا الذين يشفع عنده إلا بإذنه" (۲) کے تحت امام رازی فرماتے ہیں۔

اور کوئی اس کے آگے شفاعت نہیں کرے گا مگر اس کی اجازت سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے حضور بتوں کی شفاعت کا عقیدہ رکھتے تھے، تو اللہ نے ان کا رد فرمایا کہ صرف اس کی شفاعت کام آئے گی جس کو اللہ شفاعت کا حکم اور اس کا اذن دے گا۔(۳)

۱- علامہ سعد الدین التفتازانی فرماتے ہیں:

قوله صلى الله عليه وسلم شفاعتي لأهل الكبائر من امتي وهو مشهور بل الاحاديث فى باب الشفاعة متواترة المعنى. (شرح العقائد النسفیہ ص ۸۷، کتب خانہ رشیدیہ، دہلی)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "شفاعتي لاهل الكبائر من امتي" یہ حدیث مشہور ہے بلکہ شفاعت کے باب میں احادیث متواتر المعنی ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ اپنی دوسری کتاب المعتقد المنتقد میں فرماتے ہیں:

قد روى عنه صلى الله عليه وسلم فى الصحاح و الحسان اخبار بالفاظ مختلفة بحيث لو جمعت احادها لبلغت حد التواتر فى اثبات الشفاعة.

المعتقد المنتقد، ص ۱۱۷، مطبع اہل سنت، پٹنہ ۱۳۲۱ھ

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (باب شفاعت میں) صحیح اور حسن احادیث مختلف الفاظ میں کثرت سے مروی ہیں اگر ان کا مفہوم جمع کیا جائے تو شفاعت کے اثبات میں حد تواتر کو پہنچ جائیں گی۔

۲- البقرہ: ۲۵۵: ترجمہ: اللہ کے اذن کے بغیر کون شفاعت کرے گا۔

۳- ترجمہ: ملخصاً تفسیر کبیر زیر آیت مذکور۔

پھر امام رازی نے قفال کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف فرماں بردار کی شفاعت کا اذن دے گا، اس کے بعد امام رازی نے قفال پر طعن کیا ہے کہ وہ معتزلہ کا مذہب نقل کرنے میں بڑا مبالغہ کیا کرتے تھے اور قفال کا یہ کہنا کہ صرف فرماں برداروں کی شفاعت کا اذن دے گا یہ اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ یہ تو معتزلہ کا مذہب ہے۔

یہ شفاعت کے بارے میں اہل سنت کے مذہب کا خلاصہ تھا جو ہم نے امام رازی کی تفسیر کبیر سے نقل کیا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مسئلہ شفاعت

شفاعت کے سلسلہ میں شاہ اسماعیل دہلوی کے استاذ اور چچا (سراج الہند) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر فتح العزیز میں آیت کریمہ "و اتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا و لا یقبل منها شفاعة" (۱) کے تحت فرماتے ہیں:

"کوئی نفس اگر چہ کتنا ہی شاکر اور مقرب کیوں نہ ہو وہ کسی دوسرے نفس کی طرف سے جس نے کفر کیا ہو کچھ ادا نہیں کرے گا۔ اگر چہ وہ اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور نہ نفس مقرب کی شفاعت کافر کے حق میں قبول کی جائے گی۔ معتزلہ اس آیت کو نفی شفاعت کی دلیل بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت کے دن شفاعت نہ ہوگی، لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس آیت کریمہ میں کافروں سے شفاعت کی نفی کی گئی ہے۔ شفاعت کے وقوع پر بے شمار آیتیں اور احادیث دلالت کرتی ہیں، لہٰذا یہ آیت کریمہ جس میں شفاعت کی عام نفی ہے۔ اس کی تخصیص ضروری ہے۔ اہل سنت نے نفی شفاعت کو کافروں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور محدثین نے بتواتر بیان کیا ہے کہ سوائے کافروں کے سب کے حق میں شفاعت کا حکم ہوگا۔ اور اس آیت کریمہ کا یہ معنی (کہ اس میں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے) مناسب مقام معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا رد فرمایا ہے جو یہ سمجھتے

۱۔ البقرہ: ۴۸: ڈرو اس دن سے جس میں کوئی نفس کسی نفس کی جانب سے کچھ بدلہ نہیں دے گا اور اس سے کوئی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی

تھے کہ ہم کافر بھی ہوں گے پھر بھی ہمارے بزرگ آخرت کے عذاب سے ہمیں بچالیں گے۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کامل کا کمال پھیل جائے اور اپنے ناقص پیروکاروں کو اپنے کمال میں اس طرح سمیٹ لے کہ ان کا نقص اس کے کمال سے پورا ہوجائے۔ دراصل شفاعت کا مدار دو چیزوں پر ہے، ایک تو یہ کہ نفس کامل کے کمال کا پھیل جانا کہ محض اللہ تعالیٰ کی عنایت سے قیامت کے دن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسی بسط اور احاطۂ وہبی کو شریعت میں ''اذن'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ ناقص لوگوں کا اہل کمال کے تابع ہونا بغیر ایمان اور بغیر صحت عقائد کے محال ہے۔ اسی لئے کہا ہے کہ کافروں اور منافقوں کی شفاعت نہیں ہے۔ (ترجمہ ملخصاً)(۱)

شاہ عبدالعزیز صاحب آیت کریمہ "و الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون" (۲) کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

صحیح مذہب جسے صحابہ اور تابعین نے بیان کیا ہے اور اہل سنت و جماعت نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ والا اگرچہ بغیر توبہ کے مرجائے وہ بخشنے کے قابل ہے، نماز جنازہ پڑھنے، اس کے لئے استغفار کرنے اور صدقات اور نیکیوں سے اس کی مدد کرنے میں وہ سب مسلمانوں کی طرح ہے۔ اور اس کے حق میں پیغمبر علیہ السلام کی شفاعت اور اللہ کی رحمت کی امید رکھنا چاہئے، بلکہ یقین کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت بے نہایت سے یا پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بعض گناہ کبیرہ والوں کو بخش دے گا، گو کہ بعض کو

۱- تفسیر فتح العزیز: از شاہ عبدالعزیز دہلوی، ج ۱، زیر تفسیر آیت مذکور

۲- البقرہ: ۸۲: ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی جنتی ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

عذاب بھی دے گا، مگر جن کو عذاب ہوگا وہ بھی دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیں گے کیوں کہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا یہ کافروں کے ساتھ خاص ہے۔ (ترجمہ ملخصاً)

ایک اور مقام پر "ربنا وابعث فیھم رسولا"(۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی امت میں سب سے پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا، پھر بنو ہاشم کی، پھر قریش میں سے ان کی جو درجہ بدرجہ مجھ سے قریب ہیں۔ (ترجمہ ملخصاً)

فضائل سورۂ بقر کے تحت لکھتے ہیں:

حدیث مشہور میں آیا ہے کہ سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران قیامت کے دن دو بادل یا دو سیاہ سائبان کی صورت میں آئیں گی اور ان کے درمیان ایک چمکتا ہوا خط ہوگا یہ دونوں پرندوں کے غول کی مانند صف باندھ کر آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے شفاعت میں اصرار اور مجادلہ کریں گی یہاں تک کہ اس کو بہشت میں لے جایا جائے گا۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب آیت کریمہ "و عھدنا إلى ابراھیم و اسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود" (۲) کے تحت ابن مردویہ، اصفہانی اور دیلمی سے بروایت جابر بن عبداللہ نقل کرتے ہیں:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کعبہ معظّمہ کو فرشتے دلہن کی طرح زیب و زینت سے آراستہ کر کے میدان محشر میں لے

۱- البقرۃ: ۱۲۹: اے ہمارے رب ان میں ایک برگزیدہ رسول ان ہی میں سے مبعوث فرما۔

۲- البقرۃ ۱۲۵: ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا کہ وہ میرا گھر طواف کرنے والوں اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے صاف ستھرا رکھیں۔

جائیں گے، راستہ میں جب میری قبر کے قریب سے گزریں گے تو کعبہ بزبان فصیح کہے گا اسلام علیک یا محمد میں جواب دوں گا وعلیک السلام یا بیت اللہ تیرے ساتھ میری امت نے کیا سلوک کیا؟ اور تو ان سے کیسا سلوک کرے گا؟ تو کعبہ جواب دے گا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو تیری امت میں سے میری زیارت کو آیا میں اس کی کفالت کرتا ہوں اور اس کا شفیع ہوں گا، اور جو میری زیارت کو نہیں آیا اس کو آپ کفالت کریں اور اس کے شفیع ہوں۔

حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی کا عقیدہ

اسی طرح شفاعت کے سلسلہ میں شاہ مولانا رفیع الدین دہلوی (۱) تحریر فرماتے ہیں:

"امت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بآنجناب و امت ہر پیغمبر با پیغمبر خود فراہم آئند و از شدت ہول بر دلہا ہمہ را نظر سوئے آسمان باشد" (۲)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آپ کے ساتھ اور

۱- شاہ رفیع الدین دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزند گرامی ہیں۔ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۴۹ء میں ولادت ہوئی۔ والد گرامی کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۱۲ سال تھی اپنے بھائی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ماموں شاہ محمد عاشق پھلتی وغیرہ سے تحصیل علم کی۔ اور آخرالذکر سے بیعت ہوئے۔ منقولات کے علاوہ معقولات اور ریاضیات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں ۳۰ سے زائد کتب یادگار چھوڑیں، شاہ عبد العزیز کے ضعیف ہونے کے بعد مدرسہ رحیمیہ دہلی کی مسند صدارت کو زینت بخشی اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۲۳۳ھ ۱۸۱۸ء میں وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے پائنتی آسودۂ خاک ہوئے۔ دیکھئے۔ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: حکیم محمود احمد برکاتی، ص ۱۰۵ تا ۱۰۸، مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، دہلی ۱۹۹۲ء

۲- قیامت نامہ: شاہ رفیع الدین دہلوی، ص ۱۴ مطبع انصاری دہلی سن ندارد۔

پیغمبر کی امت اپنے پیغمبر کے ساتھ (میدان محشر میں) آئے گی، دلوں پر ہول اور دہشت کی شدت سے ہر نظر آسمان کی جانب ہوگی۔

کچھ اہوال قیامت کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

بالجملہ آخر لاچار شدہ بحضرت آدم علیہ السلام وسیلۂ جویند و پیش ایشان بردند و بگویند کہ یا ابا البشر شما اید کہ حق تعالیٰ شما را بدست خود آفریدہ واز فرشتگان خود سجدہ کنانیدہ و در بہشت خود ساکن گردانیدہ و اسماء ہمہ چیزہا بیاموخت امروز برائے ما شفاعت کنید کہ ما را ازیں رنج و ہول حق تعالیٰ نجات بخشد، ایشان فرمائید کہ حق تعالیٰ بر سر خشم ست کہ گاہے چنین نبود و گاہے چنین نباشد و من تقصیرے کردہ ام کہ گندم بعد منع آنجنان خوردہ ام از مواخذہ آن ترسانم روئے شفاعت ندارم لیکن پیش نوح علیہ السلام بروید کہ اول پیغمبر بود کہ فرستادہ شد۔ (۱)

ترجمہ: آخر کار لوگ لاچار ہوکر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے ابوالبشر آپ کو حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا تھا اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا تھا اور آپ کو اپنی جنت میں رکھا تھا۔ اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے تھے، آج آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے۔ کہ حق تعالیٰ ہمیں اس تکلیف اور دہشت سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج حق تعالی ایسے غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضب ناک ہوا اور نہ بعد میں کبھی ہوگا۔ مجھ سے ایک لغزش ہوگئی تھی کہ میں نے اللہ کے منع کرنے کے باوجود گندم کھا لیا تھا،

۱- مرجع سابق، ص ۱۵

میں اب اس کے مواخذے سے ڈرتا ہوں شفاعت کا یارہ نہیں رکھتا۔ تم لوگ نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کہ وہ سب سے پہلے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

اسی طرح لوگ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور ہر نبی دوسرے کے پاس بھیج دے گا۔ اس کی تفصیل لکھنے کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''پس مردم پیش آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیایند و گویند کہ یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شما محبوب خدا ائید وحق تعالیٰ شمارا در دنیا بمغفرت اول و آخر بشارت دادہ و اگر حق تعالیٰ بر خلائق دیگر ازان گو بر خشم وعتاب باشد با شما ہیچ پرسش و مواخذہ نیست وشما خاتم النبیین ہستند اگر شما جواب دہید پیش کے رویم البتہ شما برائے ما در جناب الٰہی شفاعت کنید کہ مارا ازیں بلا و ہول نجات بخشد، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایند آرے منم امروز برائے ایں کار وحق من است امروز برائے شفاعت گری پس آنجناب متوجہ شوند۔'' (۱)

ترجمہ: پھر لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے حضور والا آپ محبوب خدا ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں آپ کو مغفرت اول و آخر کی بشارت دے دی تھی۔ اگر آج حق تعالیٰ دوسرے لوگوں پر غضب وعتاب فرما رہا ہے تو آپ سے کوئی پرسش اور مواخذہ نہیں ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں اگر آپ بھی جواب دے دیں گے تو ہم کس کے پاس جائیں گے بہر حال آپ بارگاہ الٰہی میں ہماری شفاعت کیجئے کہ باری تعالیٰ ہمیں اس بلا اور دہشت

۱- مرجع سابق ص ۱۷

سے نجات عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے ہاں میں آج اس کام کے لئے ہوں اور آج شفاعت کرنا میرا حق ہے پھر آپ بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہوں گے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''حق تعالیٰ بفرمائید یا محمد سر خود را بردار و ہر چہ گوئی بشنوم و ہر چہ خواہی بدہم و اگر شفاعت کنی قبول نمائیم پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر مبارک بر درآرند. و جناب الٰہی را چنداں ثنا وصفت نمایند کہ ہیچ کس از اولین و آخرین نگفتہ است باز فرمودند کہ مرا ہم این وقت حاضر نمی شود و در این مقام بعد صفت و ثنا نیز بگویند الٰہی در دنیا ایں جبرئیل مرا از جناب تو عہد رسانیدہ کہ امروز مرا بہر چہ راضی شوم خورسند و شادماں نمائی، من امروز وفائے آن عہد می خواہم حق تعالیٰ بفرماید راست گفتہ است جبرئیل ہرگز دروغ نمی گوید امروز البتہ شمارا راضی می کنم و شفاعت شمارا قبول نمائیم۔'' (۱)

ترجمہ: حق تعالیٰ فرمائے گا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ جو کچھ تم کہو گے وہ سنوں گا، جو طلب کرو گے دونگا، اگر شفاعت کرو گے تو قبول کروں گا، پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیں گے اور اللہ کی ایسی حمد بیان کریں گے جو اس سے پہلے اولین و آخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی، پھر حمد و ثنا کے بعد فرمائیں گے۔ اے اللہ! دنیا میں جبرئیل نے مجھے تیرا وعدہ پہنچایا تا کہ آج کے دن تو

۱- مرجع سابق ص ۱۷، ۱۸

مجھے ہر طرح راضی کردے گا۔ میں آج اس وعدے کی تکمیل چاہتا ہوں
حق تعالیٰ فرمائے گا جبرئیل نے سچ کہا تھا ہرگز غلط بیانی نہیں کی، آج
بہرحال میں تمہیں راضی کروں گا اور تمہاری شفاعت قبول کروں گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ وہ قبول کی جائے گی، پھر
شاہ رفیع الدین فرماتے ہیں:

''پس جناب نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدست خود قفل جنت کشودہ مردم را در بہشت رسانیدہ خود متوجہ شوند و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برامت تفقد بسیار فرمایند و دراین حالت امت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چہارم حصہ مجموع بہشتیاں باشد پس چوں خبر دادہ شود ایشاں را کہ چنداں ہزاراں ہزار در دوزخ افتادہ اند آنجناب بمقتضائے آن کہ رحمۃ للعالمین اند محزون شوند و در جناب الٰہی التجا نمایند کہ الٰہی امت مرا از دوزخ خلاص فرما۔ (۱)

ترجمہ: پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے جنت کا دروازہ کھول کر لوگوں کو جنت میں پہنچائیں گے، پھر اپنی امت کے حال کو دریافت فرمائیں گے اور اس وقت آپ کی امت تمام جنتیوں کا چوتھائی حصہ ہوگی، جب حضور کو یہ خبر دی جائے گی کہ ابھی ہزاروں ہزار لوگ آپ کی امت کے دوزخ میں ہیں، آپ چونکہ رحمت عالم ہیں، لہٰذا یہ خبر سن کر محزون و رنجیدہ ہو جائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے پروردگار! میری امت کو دوزخ سے نجات عطا فرما۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

۱- مرجع سابق ص ۲۹

''پس از جناب الٰہی حکم شود ہر کہ دردل او برابر یک جو ایمان باشد برآید و بمتابعت آنجناب انبیاء دیگر ہم شفاعت امتہائے خود بکنند پس آنجناب بحکم الٰہی فرشتگان ہمراہ گرفتہ در امت خود برکنارۂ دوزخ تشریف آوردہ فرمایند کہ اے یاراں دوستان وعزیزان خود رایاد کنید واز حال آنہا نشان دہید تا ایں ملائکہ از آتش برآرند، شہیداں را شفاعت ہفتاد کس و حافظاں را شفاعت دہ کس و علما و اولیاء را موافق مراتب ایشاں صدہا و ہزارہا شفاعت دہند موافق اظہار ایشاں ملائکہ در آتش غواصی نمودہ برآرند و دریں پیش از ہمہ نجات عاصیان اہل بیت باشد'' (۱)

ترجمہ: پھر بارگاہ الٰہی سے حکم صادر ہوگا کہ جس شخص کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو اس کو نکال لو، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت میں دیگر انبیاء علیہم السلام بھی شفاعت فرمائیں گے۔ پھر حضور اللہ کے حکم سے فرشتوں کو ساتھ لے کر دوزخ کے کنارے پر آئیں گے اور فرمائیں گے اے میرے احباب اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یاد کرو اور ان کی نشانی بتاؤ تاکہ یہ فرشتے ان کو دوزخ سے نکالیں۔ شہید ستر لوگوں کی اور حافظ دس لوگوں کی شفاعت کریں گے اور علماء و اولیاء اپنے اپنے مقام ومرتبہ کے مطابق ہزار و ہزار لوگوں کی شفاعت کریں گے اور ان کے کہنے کے مطابق فرشتے آگ میں غوطہ لگاکر ان لوگوں کو نکالیں گے اس موقع پر سب سے پہلے گنہگاران اہل بیت کی شفاعت کی جائے گی۔

اس پہلی شفاعت کے بعد پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی خبر

۱- مرجع سابق، ص ۲۹

گری فرمائیں گے۔ اور دوسری مرتبہ پھر شفاعت کریں گے۔ ان حالات کو شاہ رفیع الدین صاحب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

''بعد ازیں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز تفقد بامت خود نمایند کہ حالا چہ قدر در دوزخ ماندہ اند مردم عرض کنند کہ ہنوز ہزارہا در آتش اند پس بار دگر بدستور سابق در جناب الٰہی شفاعت نمایند، حکم شود کہ ہر کہ را ہم سنگ دانۂ خردل ایمان در دل باشد او را نیز از دوزخ برآرید پس آنجناب بدستور سابق اصحاب و علماء و اولیاء را فرمایند کہ ہر یکے از شناختگان و متوسلان خود را یاد آرید از آتش برون کنانید موافق فرمودہ بعمل آرند ہزاراں ہزار کس از آتش برآیند۔'' (۱)

ترجمہ: اس کے بعد پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی خبر گیری فرمائیں گے کہ ابھی کتنی امت دوزخ میں ہے، لوگ عرض کریں گے ابھی بھی ہزاروں لوگ آگ میں ہیں، پس دوسری مرتبہ بھی پہلے کی طرح بارگاہ الٰہی میں شفاعت کریں گے۔ حکم ہوگا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، لہٰذا حضور حسب سابق اپنے اصحاب اور علماء و اولیاء سے فرمائیں گے کہ ہر شخص اپنے پہچان والوں کو یاد کرے اور ان کو آگ سے نکال لے، چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا جائے گا اور ہزاروں ہزار لوگ دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

دوبار شفاعت فرمانے کے بعد تیسری مرتبہ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، شاہ صاحب لکھتے ہیں:

۱- مرجع سابق، ص ۲۹

''بعد ازیں شفاعت باز تفقدے بحال امت نمایند و بعد از دریافتن احوال عاصیاں در جناب الٰہی بار دگر بدستور سابق شفاعت کنند و اذن یابند تا ہر کرا بقدر دنائے ذرۂ ایمان باشد برآرند پس ہماں بدستور سابق متوسلان آنجناب بحکم ایشاں خلق عظیم را از دوزخ برآرند۔ (۱)

ترجمہ: اس شفاعت کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر اپنی امت کی خبر گیری فرمائیں گے اور گنہگاروں کا حال جاننے کے بعد پھر بارگاہ الٰہی میں حسب سابق شفاعت کریں گے اور شفاعت کی اجازت پائیں گے کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں ادنیٰ ذرہ کی برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے باہر کرلیا جائے، لہٰذا پہلے کی طرح اس بار بھی حضور کے متوسلین آپ کے حکم سے خلق عظیم کو دوزخ سے نکالیں گے۔

۱۔ مرجع سابق، ص ۲۹

مقام محمود کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا. (۱)

ترجمہ: عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

اس آیت کریمہ میں جس مقام محمود کی بشارت دی گئی ہے اس سے مرتبۂ شفاعت مراد ہے، اس باب میں بے شمار احادیث وارد ہیں، امام قاضی عیاض نے ان میں سے کئی احادیث ذکر کر کے فرمایا ہے۔

"ان المقام المحمود هو مقامه عليه السلام للشفاعة و هو مذهب السلف من الصحابة و التابعين و عامة ائمة المسلمين و بذلك جاء تفسيره فى صحيح الاخبار عنه عليه السلام و جائت مقالة فى تفسيرها شاذة عن بعض السلف بحيث لا يثبت اذ لم يعضدها صحيح اثر و لاسديد النظر و لو صحت لكان تاويل غير مستنكرة لكن ما فسره النبى صلى الله عليه وسلم فى صحاح الآثار برد وجوده فلايجب ان يلتفت إليه مع أنه لم يأت فى كتاب و لاسنة و لا اتفقت على المقال امة" (۲)

۱- الاسراء، ۷۹

۲- کتاب الشفاء، قاضی عیاض، الباب الثالث، فصل فی الشفاعة والمقام المحمود۔

ترجمہ: مقام محمود حضور علیہ السلام کا مقام شفاعت ہے، اور یہی سلف صالحین صحابہ اور تابعین اور ائمہ مسلمین کا مذہب ہے، احادیث مبارکہ میں بھی مقام محمود کی تفسیر مقام شفاعت سے کی گئی ہے ہاں البتہ بعض سلف سے اس کی تفسیر میں بعض شاذ اقوال وارد ہوئے ہیں، لیکن وہ ثابت نہیں ہیں اس لئے کہ ان کی تقویت وتائید نہ صحیح حدیث سے ہوتی ہے اور نہ ہی نظر سدید سے، اور اگر ان تفسیر شاذۃ کو درست تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو ان کی تاویل ناممکن نہیں ہے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر فرمادی جو صحیح احادیث میں ہے تو اس نے ان شاذ اقوال کو رد کر دیا تو ضروری نہیں ہے کہ ان کی طرف توجہ کی جائے حالانکہ اس تفسیر شاذ پر کتاب وسنت اور اجماع امت سے کوئی دلیل نہیں۔ (۱)

۱۔ آیت کریمہ میں مقام محمود سے مقام شفاعت مراد ہے امام ترمذی حضرت ابوہرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في قوله تعالى عسىٰ ان يبعثك ربك مقاما محموداً و سئل عنها قال هي الشفاعة، هذا حديث حسن، جامع الترمذي: ابواب التفسير: باب تفسير سورهٔ بني اسرائيل.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان "عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا کے بارے میں حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شفاعت ہے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ حافظ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس، حضرت حذیفۃ الیمان، مجاہد، قتادہ، حسن بصری، ابن ابی النجیح اور ابن جریر کی روایتیں نقل کی ہیں جن میں صراحت ہے کہ اس آیت میں مقام محمود سے مقام شفاعت مراد ہے۔
دیکھئے تفسیر ابن کثیر، زیر آیت مذکور۔ اس سلسلے میں مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

احادیث شفاعت

ہم یہاں بعض احادیث نقل کریں گے جن میں امت مسلمہ اور اس کے گنہگاروں کو شفاعت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حدیث (۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں:

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیرت بین الشفاعۃ و بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ فاخترت الشفاعۃ لانہا أعم و اکفی اترونہا للمتقین لا و لکنہا للمذنبین الخطائین المتلوثین." (۱)

۱- (الف) سنن ابن ماجہ، باب ذکر الشفاعۃ، ج ۲، ص ۱۴۴۱۔
(ب) مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۷۵ عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
(ج) ابن حبان نے اس حدیث کو حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے روایت کیا ہے اس کے آخر کے الفاظ یہ ہیں: "أن شفاعتی لمن مات لایشرک باللّٰہ شیئا من امتی" (صحیح ابن حبان، ج ۱، ص ۴۴۲، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۹۳ء)
ترجمہ: میری شفاعت میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہیں کرے گا اور اسی حال میں دنیا سے جائے گا۔
(د) امام حاکم نے بھی اس حدیث کو حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے اس کے آخری

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو لوں یا پھر میری آدھی امت جنت میں داخل ہو، تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیوں کہ وہ عام اور کافی ہے۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ نیکوکاروں کے لئے ہیں، نہیں بلکہ وہ گنہگاروں، خطاکاروں اور عصیاں شعاروں کے لئے ہے۔

حدیث (۲)

امام احمد بن حنبل اور حاکم روایت کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ نے سوال کیا یارسول اللہ شفاعت کے بارے میں آپ کے رب نے آپ پر کیا نازل کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"شفاعتی لمن شهد ان لا اله إلا الله مخلصاً يصدق قلبه لسانه و لسانه قلبه" (۱)

میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جس نے اخلاص کے ساتھ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، گواہی اس طور پر کہ اس کا دل

بقیہ حاشیہ: الفاظ یہ ہیں: "وهى لكل مسلم" اور وہ یعنی شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی علت بھی نہیں ہے۔ المستدرک للحاکم، کتاب الایمان ج۱، ص ۶۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(ھ) امام ترمذی نے بھی اس کو حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے، اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: "وهى لمن مات لايشرك بالله شيئاً"

جامع الترمذی: كتاب صفة القيامة و الرقائق و الورع، باب ماجاء فى الشفاعة.

۱- (الف) المستدرك للحاكم، كتاب الايمان، ج۱، ص ۱۴۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

(ب) مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۳۰۷ مؤسسة قرطبة قاهرة

اس کی زبان کی تصدیق کرے اور اس کا زبان اس کے دل کی تصدیق کرے۔

حدیث (۳)

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ روایت کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"اریت ما تلقی امتی بعدی و یسفك بعضهم دماء بعض و سبق ذلك من الله كما سبق فی الامم قبلكم فینبغی ان یولینی شفاعته یوم القیامة فیهم ففعل"(۱)

میری امت میرے بعد جن حالات سے گزرے گی اور ایک دوسرے کا خون بہائے گی وہ سب مجھے دکھایا گیا، یہ سب اللہ کی جانب سے مقدر تھا جیسا کہ تمہارے پہلی والی امتوں کے حق میں مقدر تھا، تو مناسب تھا کہ مجھے ان کی شفاعت دے دی جائے۔ تو اللہ نے ایسا ہی کیا۔

حدیث (٤)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"لكل نبی دعوة یدعوبها و اختبأت دعوتی شفاعة لامتی یوم القیامة" (۲)

۱- المعجم الاوسط، ج۵،ص۵۳ دارالحرمین قاہرہ ۱۴۱۵ء

۲- اس حدیث کی تخریج ص ۳۰ حاشیہ نمبر۲ میں گذر گئی، امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے، فرماتے ہیں:

"قلت حدیث لكل نبی دعوة الی آخره متواتر" (میں کہتا ہوں کہ حدیث "لكل نبی دعوة" متواتر ہے) مزید فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے جس کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ سے مروی ہے جس کو

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعاء ہے جس کو وہ کرتا ہے میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے رکھا ہے۔

اس حدیث کونقل کر کے امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

"قال اهل العلم معناه دعوة أعلم انها تستجاب لهم و يبلغ فيها مرغوبهم و إلا فكم لكل نبی منهم من دعوة مستجابة و لنبينا صلى الله عليه وسلم منها ما لايُعد لكن حالهم عند الدعا بها بين الرجاء و الخوف و ضمنت لهم اجابة دعوة فيما شاؤا يدعون بها على يقين من الاجابة" (۱)

اہل علم نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی دعا ہے جس کی قبولیت کا پہلے سے علم دے دیا گیا ہے، ورنہ حضرات انبیاء کی کتنی ہی ایسی دعائیں ہیں جو مقبول ومستجاب ہیں، اور خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ایسی مقبول ومستجاب دعائیں حد وشمار سے باہر ہیں، لیکن ان دعاؤں کے وقت وہ امید وخوف کے درمیان ہوتے ہیں (کہ قبول ہو یا نہ قبول ہو) مگر ایک دعاء کے بارے میں ان کو ضمانت دے دی گئی ہے کہ جس کے بارے میں کریں وہ یقیناً قبول ہوگی۔

بقیہ حاشیہ: امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، عبادہ بن الصامت اور ابوسعید خدری سے مروی ہے جس کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے، اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل سے مروی ہے جس کو بزار اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ دیکھئے: البدور السافرة فی امور الآخرة، امام سیوطی، ص ۴۷، مطبع محمدی، لاہور ۱۳۱۱ھ

۱- كتاب الشفاء، القسم الاول، الباب الثالث: "فصل فى تفضيله بالشفاعة" ج ۱، ص ۲۲۳، مطبوعہ پور بندر، گجرات، سن ندارد

حدیث (۵)

امام سیوطی بدور سافرہ میں شیخین کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے خطبہ میں فرمایا۔

"سیکون فی هذه الأمة قوم یکذبون بالرحم و بالدجال و یکذبون بطلوع الشمس من مغربها و یکذبون عذاب القبر و یکذبون بالشفاعة و یکذبون بقوم یخرجون من النار بعد ما امتحشوا." (۱)

اس امت میں ایک ایسی قوم ہوگی جو رحم اور دجال کو جھٹلائے گی اور سورج کے (قیامت کے قریب) مغرب سے طلوع ہونے کو جھٹلائے گی اور عذاب اور شفاعت کا انکار کرے گی اور ان لوگوں کا انکار کرے گی جو دوزخ میں جلنے کے بعد نکالے جائیں گے۔

حدیث (٦)

امام سیوطی سعید بن منصور، بیہقی اور ہناد کے حوالے سے حضرت انس بن مالک کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا:

"من کذب الشفاعة فلا نصیب له و من کذب الحوض فلیس له فیه نصیب"(۲)

جس نے شفاعت کو جھٹلایا اس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں اور جس نے حوض کا انکار کیا تو اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

۱- البدور السافرة فی امور الآخرة، امام سیوطی، ص۱۵۴، مطبع محمدی، لاہور ۱۳۱۱ھ باب الشفاعة فیمن استحق النار

۲- مرجع سابق نفس الصفحہ

بزار، طبرانی اور ابونعیم نے بسند حسن روایت کیا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اشفع لأمتی حتی ینادینی ربی عز و جل فیقول ارضیت یا محمد فأقول نعم رضیت" (۱)

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا دے گا اور فرمائے گا اے محمد کیا تم راضی ہو گئے میں عرض کروں گا ہاں میں راضی ہو گیا۔

حدیث (۸)

ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حدیث روایت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"شفاعتی لأهل الکبائر من امتی" (۲)

میری شفاعت میری امت کے گنہگاروں کے لئے ہے۔

حدیث (۹)

طبرانی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱- (الف) مسند البزار، ج۲، ص۲۴۰، مؤسسۃ علوم القرآن، بیروت ۱۴۰۹ھ
(ب) المعجم الاوسط، للطبرانی، ج۲، ص۳۰۷، دارالحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ
(ج) حلیة الاولیاء، ابو نعیم الاصفهانی، ج۳، ص۱۷۹، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ

۲- (الف) سنن أبی داؤد، کتاب السنة، باب فی الشفاعة حدیث نمبر ۴۷۳۹
(ب) جامع الترمذی، کتاب صفة القیامة و الرقائق، باب ماجاء فی الشفاعة
(ج) المستدرک للحاکم: ج۱، ص۱۴۰، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۴۱۱ھ
(د) السنن الکبری: للبیهقی، ج۱، ص۱۹۰، مکتبه دار الباز، ۱۴۱۴ھ

"اول من اشفع له من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش و الانصار ثمّ من آمن بی و اتبعنی من اهل الیمن ثم سائر العرب ثم الأعاجم و اول من اشفع له اولو الفضل" (۱)

میں اپنی امت میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ جو قریش میں سے مجھ سے قریب ہوگا پھر انصار کی، پھر اہل یمن میں سے جو مجھ پر ایمان لایا ہوگا اور میری اتباع کی ہوگی پھر تمام عرب کی پھر اہل عجم کی، میں سب سے پہلے فضل والوں کی شفاعت کروں گا۔

حدیث (۱۰)

انہیں طبرانی نے عبدالملک بن عباد سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اول من اشفع له من امتی اهل المدینة ثم اهل مكة ثم اهل الطائف" (۲)

میں اپنی امت میں سے سب سے پہلے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا پھر اہل مکہ کی پھر اہل طائف کی۔

۱- المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۲، ص ۴۲۱، مکتبۃ العلوم والحکم، موصل ۱۴۰۴ھ

۲- المعجم الأوسط للطبرانی، ج ۲، ص ۲۲۹، دار الحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

وہ اعمال جو شفاعت کو واجب کرتے ہیں

احادیث صحیحہ میں بہت سے ایسے اعمال کا ذکر ہے جن کو کرنے سے آدمی شفاعت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

امام بخاری حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة و الصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة و الفضيلة و ابعثه مقاماً محمودا الذى وعدته، حلت له شفاعتى يوم القيامة" (۱)

جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا مانگی اللهم رب هذه الدعوة التامة وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگیا۔ مسلم شریف میں بھی اس کے مثل روایت موجود ہے۔ (۲)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو نافع نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا: "من زار قبرى وجبت له شفاعتى" (۳) جس نے میری قبر

۱- صحيح بخارى، كتاب الاذان: باب الدعاء عند النداء

۲- صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه عن عبد الله بن عمرو بن العاص

۳- (الف) سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، ج ۲، ص ۲۷۸ دار المعرفہ، بیروت

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

بقیہ حاشیہ: (ب) شعب الایمان، البیهقی، ج ۳، ص ۴۹۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۴ھ

(ج) تاریخ المدینہ: ابن النجار، ص ۱۴۲

(د) الضعفاء: للعقیلی، ج ۴، ص ۱۷۰، دار المکتبة العلمية، بیروت ۱۴۰۴ھ

امام عبد الحق الاشبیلی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، امام سبکی نے شفاء السقام میں اس کو صحیح یا بر سبیل تنزل حسن قرار دیا ہے، پوری بحث کر کے فرماتے ہیں: "بذلك تبين ان اقل درجات هذا الحديث ان يكون حسنا"

شفاء السقام: تقی الدین السبکی: ص ۹: دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد ۱۳۱۵ھ

ملا علی قاری نے فرمایا: "صححه جماعة من ائمة الحديث" (ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔) شرح شفا: ملا علی قاری، ج ۲، ص ۱۴۹ مطبع عثمانیہ، استنبول ۱۳۱۶ھ

امام سیوطی فرماتے ہیں: "له طرق و شواهد حسنه لأجلها الذهبی" (اس کے متعدد طریقے اور شواہد ہیں جن کی وجہ سے امام ذہبی نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔)

مناهل الصفا، جلال الدین سیوطی، ص ۷۰، مطبوعہ مصر ۱۲۷۶ھ

دار قطنی، بیہقی اور ابن نجار نے اس کو مندرجہ ذیل طریق سے روایت کیا ہے۔ "عن موسى ابن هلال العبدی عن عبيد الله بن عمر المصغر و عبد الله بن عمر العمری كلاهما عن نافع عن ابن عمر به مرفوعاً" ابن عبد الهادی نے الصارم المنکی میں اور ان کی اتباع میں شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو بڑی شد و مد کے ساتھ ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ محمود سعید ممدوح نے ان دونوں حضرات کی جرح پر بہت تحقیقی کلام کیا ہے۔ ہم یہاں نہایت اختصار کے ساتھ علامہ محمود سعید کی کتاب رفع المنارۃ سے اس بحث کا خلاصہ نقل کرتے ہیں:

اس حدیث کی سند پر تین وجوہ سے اعتراض کرتے ہوئے اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

(۱) موسیٰ بن ہلال مجہول ہیں اور اس حدیث میں اضطراب ہے۔

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

بقیہ حاشیہ: (۲) عبید اللہ بن عمر المصغر جو ثقہ حافظ ہیں ان سے موسیٰ بن ہلال کی روایت صحیح نہیں ہے۔

(۳) عبداللہ بن عمر العمری جن سے موسیٰ بن ہلال کی روایت درست ہے وہ ضعیف ہیں۔ ان تینوں جرحوں کا جائزہ لیتے ہوئے علامہ محمود سعید ممدوح فرماتے ہیں: (۱) موسےٰ بن ہلال مجہول نہیں ہیں بلکہ حسن الحدیث ہیں۔ ابن عدی نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: "ارجو انہ لا باس بہ" اور امام ذہبی نے ان کو "صالح الحدیث" قرار دیا ہے۔ موسیٰ بن ہلال سے متعدد ائمہ حفاظ نے روایت کی ہے جن میں امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔ اور اگر بالفرض موسیٰ بن ہلال ضعیف بھی ہوں تو وہ اس روایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ اس کے متابع موجود ہیں۔ اور دعویٰ اضطراب اس وقت درست ہوتا جب اس کی مختلف روایتوں میں جمع ممکن نہ ہوتی جب کہ یہاں دو وجوہ سے جمع ممکن ہے۔

(۲) یہ اعتراض بے بنیاد ہے کہ عبید اللہ المصغر سے موسیٰ بن ہلال کی روایت درست نہیں کیونکہ موسیٰ بن ہلال کی ان سے روایت متعدد طرق سے ثابت ہے۔ اور یہ معترض کو بھی اعتراف ہے کہ عبید اللہ المصغر ثقہ حافظ ہیں۔

(۳) عبد اللہ بن عمر العمری کے ضعیف ہونے کا دعویٰ بھی بہت کمزور ہے اگر چہ ابن عبد الہادی نے ان کو ضعیف قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا مگر اس کے باوجود ہمارا دعویٰ ہے کہ عبد اللہ بن عمر العمری ''حسن الحدیث'' ہیں۔ یہ درست ہے کہ بعض ناقدین نے ان پر جرح کی ہے مگر امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں فرمایا ہے "صالح قد روی عنہ لابأس بہ" اور امام ابن معین نے ان کے باری میں فرمایا "لیس بہ بأس یکتب حدیثہ" اور اگر عبد اللہ بن عمر العمری نافع مولیٰ ابن عمر سے روایت کریں تو ابن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "صالح ثقہ"

تفصیل کے دیکھئے: "رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل و الزیارۃ" از صفحہ ۲۸۰ تا ۳۱۳، دار الامام الترمذی، قاہرہ

"من جاء نی زائرا لایعلمه حاجة إلا زیارتی کان حقا علیّ
ان اکون له شفیعا یوم القیامة"(۱)
جو شخص میری زیارت کو آئے اور میری زیارت کے علاوہ اس کی اور کوئی
حاجت نہ ہو تو اس کا مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع
ہوں۔

امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ
حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ کے بارے میں فرمایا:

"لایثبت احد علی لأوائها و جهدها إلا کنت له شفیعاً أو
شهیدا یوم القیامة (۲)
جو مدینہ کی سختی اور بھوک پر ثابت قدم رہا میں بروز حشر اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۱- المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۲،ص۲۹۱ مکتبة العلوم و الحکم موصل۱۹۸۳ء
۲- مسلم ،کتاب الحج، باب فضل المدینة

حدیث پاک میں لفظ "أو" وارد ہوا ہے یعنی "قیامت کے دن شفیع یا گواہ ہونگا" بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں لفظ "أو" راوی کے شک کی بنیاد پر ہے یعنی راوی حدیث کو سننے میں شک واقع ہوا کہ حضور علیہ السلام نے شفیع فرمایا تھا یا شہید فرمایا تھا۔ اس لئے انہوں نے "شفیعاً او شہیداً" کہا۔ امام شرف النووی قاضی عیاض کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: "ہمارے نزدیک اظہر یہ ہے کہ یہاں لفظ "او" شک کی بنیاد پر نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر، ابو ہریرۃ، اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت ابی عبید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اسی طرح مروی ہے، یہ بات بہت بعید ہے کہ ان تمام لوگوں کو سننے میں شک واقع ہوا ہو۔ لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا ہوگا"۔

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"من استطاع منکم ان یموت بالمدینة فلیمت بالمدینة فانی اشفع لمن مات بها" (۱)

تم میں سے جو اس کی استطاعت رکھتا ہے کہ مدینہ میں اس کو موت آئے تو اس کو مدینہ میں مرنا چاہئے اس لئے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کا شفیع ہوں گا۔

امام طبرانی نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من مات فی احد الحرمین استوجب شفاعتی و کان یوم القیامة من الآمنین" (۲)

جو شخص مکہ یا مدینہ میں مرا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اور قیامت کے دن وہ امن والوں میں سے ہوگا۔

بقیہ حاشیہ: لفظ "أو" کی تشریح کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں کہ "یا تو یہ مراد ہے کہ بعض اہل مدینہ کا شفیع ہوں گا اور بعض کا گواہ یا پھر یہ مراد ہوگی کہ ان میں سے گنہگاروں کا شفیع ہوں گا اور نیکوکاروں کا گواہ، یا پھر یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ جو میرے سامنے انتقال کرے گا اس کا گواہ ہوں گا اور جو میری وفات کے بعد انتقال کرے گا اس کا شفیع ہوں گا۔ (ترجمہ ملخصاً) شرح مسلم للامام النووی ج۹، ص ۱۳۶، دار احیاء التراث، بیروت ۱۳۹۲ھ

۱- (الف) ترمذی کتاب المناقب، باب فی فضل المدینة، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے۔
(ب) صحیح ابن حبان ج۹، ص ۵۷ موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۴ھ
(ج) السنن الکبریٰ للنسائی، ج۲، ص ۴۸۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ
(د) سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب فضل المدینة

۲- المعجم الکبیر الطبرانی: ج۶، ص ۲۴: مکتبة العلوم و الحکم: موصل ۱۹۸۳ء

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

امام بیہقی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اکثروا الصلاة علی یوم الجمعة ولیلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهیدا و شافعاً یوم القیامة" (۱)

جمعہ کے دن اور رات میں میرے اوپر درود کی کثرت کرو۔ پس جس نے ایسا کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

امام طبرانی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"من صلی علی حین یصبح عشرا و حین یمسی عشرا ادرکته شفاعتی یوم القیامة" (۲)

جو مجھ پر صبح دس مرتبہ اور شام دس مرتبہ درود پڑھے قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار ہو۔

بقیہ حاشیہ: بطریق زاذان عن سلمان مرفوعاً

۱۔ شعب الایمان: البیہقی، ج ۳، ص ۱۱۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۰ھ

۲۔ امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ میں یہ حدیث تلاش کرنے میں ناکام رہا۔ البتہ امام ابوبکر الہیثمی نے مجمع الزوائد میں طبرانی کے حوالے سے اس کو نقل کر کے لکھا ہے۔ "رواه الطبرانی باسنادین و اسناد احدهما جید و رجاله وثقوا" (اسے طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک سند جید ہے اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔) دیکھئے مجمع الزوائد، الہیثمی، ج ۱۰، ص ۱۲۰ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ

ملائکہ علماء، شہداء، صالحین اور مؤذنین کی شفاعت

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یشفع یوم القیامة ثلاثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء. (۱)
قیامت کے روز تین گروہ شفاعت کریں گے، ابنیاء پھر علماء پھر شہداء

امام ابو داؤد اور ابن حبان حضرت ابو الدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"یشفع الشهید فی سبعین من اهل بیته" (۲)
شہید اپنے کنبہ کے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

امام احمد، طبرانی، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی معنیٰ کی حدیث روایت کی ہے دیلمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

"یقال للعالم اشفع فی تلامیذك و لو بلغ عددهم نجوم السماء" (۳) عالم سے کہا جائے گا کہ تو اپنے شاگردوں کی شفاعت کر

۱- سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الشفاعۃ

۲- (الف) سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الشهید یشفع
(ب) صحیح ابن حبان، ج ۱، ص ۵۱۷، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ۱۹۹۳

۳- الفردوس بمأثور الخطاب: الدیلمی، ج ۵، ص ۴۸۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ

خواہ ان کی تعداد آسمان کے تاروں کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

امام ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"یدخل الجنة بشفاعة رجل من امتی اکثر من بنی تمیم"(۱)

میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلۂ بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو شخص ایک جنگل میں چلے ان میں ایک عابد تھا دوسرا فاسق تھا، عابد کو پیاس لگی اور پیاس کی شدت سے وہ گر گیا۔ اس کا ساتھی اس کو دیکھنے لگا اور اس کے پاس پانی تھا اس نے سوچا اگر یہ شخص پیاسا مر گیا اور میرے پاس پانی ہے تو مجھے اللہ کی جناب سے ہرگز بھلائی نصیب نہیں ہوگی اور اگر میں اس کو اپنا پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا، پھر اس نے اللہ پر توکل کیا اور اس کو پانی پلا دیا۔ عابد اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے وہ جنگل پار کر لیا، پھر حضور نے فرمایا کہ قیامت کے روز فاسق کا حساب ہوگا اور اس کو دوزخ کا حکم ہو جائے گا۔ تو فرشتے اس کو دوزخ کی طرف

۱- (الف) جامع الترمذی، کتاب صفة القیامة و الرقائق، باب ماجاء فی الشفاعة، امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن صحیح غریب" قرار دیا ہے۔

(ب) المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۴۶۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ امام حاکم نے اس حدیث کو "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے، نیز امام حاکم ہشام کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہے جس کی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے؟ تو حسن نے فرمایا وہ اویس قرنی ہیں۔

پکڑ کر لے جائیں گے۔ اسی درمیان وہ عابد کو دیکھے گا اور اس کو پکارے گا اے فلاں کیا تو مجھے نہیں پہچانتا عابد کہے گا تو کون ہے؟ فاسق کہے گا میں وہی ہوں جس نے جنگل والے سفر میں ایثار سے کام لیتے ہوئے تجھے پانی پلایا تھا، عابد کہے گا ہاں میں نے تجھے پہچان لیا پھر وہ فرشتوں سے کہے گا رک جاؤ اور اللہ سے عرض کرے گا کہ اے پروردگار تو جانتا ہے کہ اس کا مجھ پر احسان ہے اور کیسے اس نے مجھے اپنے آپ پر فوقیت دی تھی تو اس کو بخش دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا بخش دیا۔ عابد یہ سنتے ہی آئے گا اور فاسق کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائے گا۔ (۱)

اس مضمون کی بہت سے روایتیں مختلف کتب میں ہیں۔

ابن ابی العاص اور ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ "لیوفیهم اجورهم و يزيدهم من فضله" (۲) کے بیان میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اجورهم يدخلهم الجنة و يزيدهم من فضله الشفاعة لمن وجبت له الشفاعة لمن صنع اليهم المعروف فى الدنيا" (۳)

ترجمہ: ان کا اجر پورا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کو جنت میں

۱- (الف) مسند ابی یعلی، ج ۷، ص ۲۱۵، دار المامون للتراث، دمشق ۱۴۰۴ھ
(ب) المعجم الاوسط، الطبرانی، ج ۳، ص ۱۹۴، دار الحرمین، قاہرہ ۱۴۱۵ھ

۲- الفاطر ۳۰، ترجمہ: تاکہ اللہ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور اپنے فضل سے مزید ان کے فضل میں اضافہ کرے۔

۳- (الف) المعجم الکبیر، الطبرانی، ج ۱۰، ص ۲۰۱، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل ۱۹۸۳ء
(ب) حلیۃ الاولیاء، ابونعیم، ج ۷، ص ۱۲۸، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ

داخل کرے گا۔ اور اپنے فضل سے زیادہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جنھوں نے دنیا میں ان لوگوں کے ساتھ بھلائی کی ہو ان کے حق میں اللہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

امام بزار نے حدیث نقل کی ہے:

عن ابی موسیٰ الاشعری ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال الحاج یشفع فی اربع مائة من اهل بیته (۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاجی اپنے خاندان والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔

اسحاق بن راہو یہ روایت کرتے ہیں:

ما من مسلمین یموت لهما ثلاثة اطفال لم یبلغوا الحنث إلا جیئ بهم حتی یوقفوا علی باب الجنة فیقال لهم ادخلوا الجنة فیقولون أندخل و لم یدخل أبوانا فقال لهم فلا أدری فی الثانیة أو الثالثة أدخلوا الجنة و ابواکم. (۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین نابالغ بیٹوں کی موت ہو جائے وہ تینوں جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو وہ کہیں گے کہ ہم کیسے داخل ہوں کہ ہمارے ماں باپ جنت میں داخل نہیں ہوئے

۱- مسند بزار، ابو بکر احمد البزار، ج ۸، ص ۱۷۰، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۴۰۹ھ

۲- مسند اسحاق بن راہویہ، ج ۴، ص ۲۵۱، مکتبة الایمان، المدینة المنورة ۱۴۲۱ھ، اسحٰق بن راہویہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: "فی اسناده صدوق تغیر بآخره و لکنه یتقوی بشواهده و الحدیث صحیح"۔

دوسری یا تیسری بار میں (راوی کوشک ہے کہ حضور نے کیا فرمایا تھا) حکم ہوگا کہ تم اور تمہارے ماں باپ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں:

عن أبی امامة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ذراری المسلمین یوم القیامة تحت العرش شافعین و مشفعین. (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے (نابالغ) لڑکے قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گے وہ شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الصیام و القرآن یشفعان للعبد یوم القیامه یقول الصیام ای رب منعته الطعام و الشهوات بالنهار فشفعنی فیه و یقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه قال فیشفعان. (۲)

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن قیامت کے روز شفاعت کریں گے روزہ کہے گا کہ میں نے اسے کھانے اور شہوت سے باز رکھا اے اللہ! تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما، قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو سونے سے باز رکھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما تو اس کی

۱- ابونعیم، بحوالہ بدور سافرہ للسیوطی ص ۱٦۲، مطبع محمدی، لاہور ۱۳۱۱ھ

۲- مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۷٤۔ مؤسسة قرطبة قاهره

شفاعت قبول کی جائے گی۔

امام طبرانی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال لاتزال الشفاعة بالناس و هم یخرجون من النار حتی ان ابلیس لیتطاول لها رجاء ان تصیبه. (۱)

طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کی شفاعت ہوتی رہے گی اور دوزخ سے وہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ابلیس کو اس بات کی امید ہو جائے گی کہ اس کی شفاعت بھی ہو جائے۔

غرض شفاعت کی تفصیل کتب معتبرہ میں اس قدر ہے کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو جائے۔ یہ عاجز اس باب کو اسی حدیث پر ختم کرتا ہے۔ واہ کیا مقام حیرت و عبرت ہے کہ شفاعت کی وسعت کا یہ عالم کہ ابلیس کو بھی شفاعت کی امید ہو جائے اور اولاد آدم میں سے ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا ہے کہ عقیدۂ شفاعت کو کفر و شرک اور امیدواران شفاعت انبیاء و اولیاء کو کافر و مشرک گردانتا ہے۔

مسئلۂ شفاعت اور شاہ اسماعیل دہلوی

دیکھو اسمٰعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں آیت کریمہ "قل من بیده ملکوت کل شئ" الخ (۲) کے تحت فائدہ کے عنوان سے لکھا ہے:

۱- المعجم الکبیر، الطبرنی، ج۱۰،ص ۲۱۵، مکتبة العلوم و الحاکم موصل ۱۹۸۳ء

۲- "قل من بیده ملکوت کل شئ وهو یجیر و لا یجار علیه ان کنتم تعلمون" (سورۂ مومنون، آیت ۸۸) آپ فرما دیجئے وہ کون ہے جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی کامل ملکیت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اسے پناہ نہیں دی جاسکتی اس کی مرضی کے خلاف، اگر تم کچھ جانتے ہو۔

''اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور اس کا مخلوق ہی سمجھے سو ابی جہل اور وہ شرک میں برابر ہے'' (۱)

اس کلام میں جو خطائیں اور دین متین کی جو جو تحریفیں ہیں اس کی تفصیل تو اور دوسری جگہ لکھی گئی ہے یہاں صرف اس فقرہ پر گفتگو کی جائے گی جو اس وقت ہمارے موضوع سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ ''سفارشی سمجھنے کو بھی کفر وشرک میں داخل کر دیا'' یہ بات شریعت محمدی بلکہ تمام شرائع سابقہ کے بھی خلاف ہے خاص بندوں کی شفاعت تمام شرائع میں ثابت ہے مشرکین کی گمراہی یہ ہوئی کہ انھوں نے مرتبۂ شفاعت کو الوہیت قرار دے دیا کہ اللہ تعالیٰ نے صالحین کو الوہیت دی ہے یعنی وہ عبادت کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت تقرب کا فائدہ نہیں دیتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے بلکہ انھیں معبودوں کی عبادت ضروری ہے تاکہ یہ اللہ سے نزدیک کر دیں گے پھر ان کے نام کے بت کھڑے کر کے قبلہ بنایا پھر انھیں پتھروں کو معبود بعینہ سمجھنے لگے یہی ان کا کفر و شرک تھا نہ کہ صرف عقیدۂ شفاعت کی وجہ سے کافر و مشرک قرار دیئے گئے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں حقیقت شرک کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

ناخلفوں نے غیر محمل پر حمل کر دیا جیسے محبوبیت و شفاعت کو کہ تمام شریعتوں میں اللہ تعالیٰ نے خواص بشر کے لئے ثابت کی تھی ان لوگوں

۱- تقویۃ الایمان، ص ۷ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

نے اسے غیر محمل میں حمل کر دیا۔(۱)

دیکھو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت کے کافر اور آج کے وہابی گمراہی میں، مخالفت حکم الٰہی میں بھائی بھائی ہیں بڑے بھائیوں (یعنی وہابیوں) نے شفاعت کو شرک ٹھہرایا جتنے اہل بدعت ہیں چونکہ ان کے دین و مذہب کا مدار ہوائے نفس پر ہوتا ہے اس لئے ان کو کسی بات پر ثبات و قرار نہیں ہوتا اس تقویت الایمان کا بھی یہ یہی حال ہے کہیں کچھ کہتے ہیں اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف بات کہتے ہیں ہم نے جو عبارت اوپر نقل کی تھی اس میں سفارشی سمجھنے کو کفر و شرک قرار دیا تھا، اس آیت کریمہ والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربنا الی الله زلفیٰ. (۲) (ترجمہ: وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے سوا اوروں کو ولی بنالیا وہ کہتے ہیں ہم نہیں کرتے ہیں ان کی عبادت مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں) کے تحت لکھتے ہیں:

> ''کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی ہوتی ہے سو وہ مشرک ہے۔ اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا ہے۔'' (۳)

۱- حجة الله البالغه، القسم الاول، المبحث الخامس، باب فی بیان حقیقة الشرک، ج۱، ص ۱۶۱، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

۲- الزمر آیت ۳

۳- ہمارے پیش نظر تقویت الایمان کا جو نسخہ ہے اس میں یہ عبارت اس طرح ہے
''اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے، سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

یہاں بھی صرف حمایتی سمجھنے کو شرک قرار دیا ہے مگر اس نے اوپر آیت کریمہ: "و یعبدون من دون اللّٰہ ما لا یضرھم و لا ینفعھم" (۱) کے تحت لکھا ہے: ''اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے''۔ (۲)

یہاں پر شرک کا دار و مدار سفارشی سمجھ کر پوجنے پر رکھا ہے برخلاف اوپر کے دونوں مقامات پر کہ وہاں صرف سفارشی اور حمایتی سمجھنے کو بھی شرک قرار دیا ہے۔ آیت کریمہ "قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللّٰہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات و لا فی الارض" (۳) کے تحت ایک نئی راہ نکالی ہے جو آج اکثر وہابیوں کی زبان پر ہے، لہٰذا اس پر تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

شفاعت سے متعلق تقویت الایمان کی عبارت

تقویت الایمان میں شفاعت کی تین قسمیں بیان کی ہیں ایک شفاعت بالوجاہت اس کو اصلاً شرک قرار دیا ہے اور اس کی حقیقت یہ بیان کی ہے کہ بادشاہ شفاعت کرنے والے سے دب کر اس کی شفاعت قبول کر لے (۴) یہ محض اختراع ہے جو عقل و نقل کے مخالف

بقیہ حاشیہ: ناشکرا'' (دیکھئے: تقویت الایمان: ص ۶ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند) مصنف کی نقل کردہ عبارت اور موجودہ نسخوں کی عبارت کا تقابل کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ''اس کے سبب سے'' کے درمیان ''پوجنے کے'' کا اضافہ بعد میں کیا گیا ہے۔

۱- وہ اللّٰہ کے سوا ان بتوں کو پوجتے ہیں جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ الفرقان، آیت ۵۵

۲- تقویت الایمان، ص ۶، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

۳- ترجمہ: آپ فرمادیجئے تم پکارو ان کو جنہیں تم اللّٰہ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو یہ زمین و آسمانوں میں ذرہ برابر بھی مالک نہیں۔ السبا، آیت ۲۲

۴- پوری عبارت یہ ہے ''تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کو پکڑنے ہی کو چاہتا ہے

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

ہے۔ اس تقویت الایمان میں اس مقام پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ دب کر مان لینا الگ چیز ہے اور شفاعت الگ چیز ہے شفاعت بالوجاہت یقیناً ثابت ہے اور جو اس کے معنی تقویت الایمان میں بیان کئے ''یعنی دب کر مان لے'' یہ محض دھوکا ہے نہ دباؤ کو شفاعت میں کچھ دخل ہے نہ وجاہت میں۔ اللہ تعالیٰ نے جیسی شفاعت خاص بندوں کی ثابت فرمائی ہے ویسی ہی وجاہت بھی ثابت ہے۔ (۱)

تقویت الایمان میں شفاعت کی دوسری قسم شفاعت بالمحبت کو قرار دیا ہے اور اس کو بھی شرک کہا اور اس کی حقیقت یہ بیان کی کہ بادشاہ شفاعت کی وجہ سے لاچار اور مجبور ہو کر مجرم کی تقصیر معاف کر دے۔ (۲) یہ معنی بھی دھوکا اور اختراع ہے کیونکہ اللہ کی

بقیہ حاشیہ: اور اس کی آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے''۔

تقویت الایمان، ص ۲۵، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

۱- اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرما رہا ہے: "و کان عند اللہ وجیھا" الاحزاب، آیت ۶۹

ترجمہ: وہ اللہ کے نزدیک بڑی شان والے ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: "وجیھاً فی الدنیا و الاخرۃ" آل عمران، آیت ۴۵

ترجمہ: وہ دنیا و آخرت میں وجیہ شان والے ہیں۔

۲- پوری عبارت یہ ہے ''دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دے

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

محبوبیت ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہے۔(۱) لاچاری و مجبوری کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

تقویت الایمان میں تیسری قسم شفاعت بالاذن بیان کی، اور اس کے بارے میں لکھا کہ وہ ہوسکتی ہے مگر اس کے بیان میں وہ خبط اور خرابیاں کیں کہ مسلمان سے بہت دور ہیں اس قسم کا حاصل بھی انکار شفاعت میں نکلتا ہے کیونکہ شفاعت کی دو صورتوں کے انکار کے بعد جو تیسری صورت کو ممکن اور جائز مانا وہ دراصل شفاعت ہے ہی نہیں نہ شرعاً نہ عقلاً نہ عرفاً- پوری عبارت یہ ہے:

تیسری صورت یہ ہے کہ: چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا، مگر نفس کی شامت سے قصور ہوگیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا، اور رات دن اس کا منھ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماوے۔ سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگزر نہیں کرسکتا، کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پاکر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو

بقیہ حاشیہ: وے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہوکر اس چور کی تقصیر معاف کردے تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں''۔ تقویت الایمان، ص ۲۵، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

۱- "فاتبعونی یحببکم اللہ" آل عمران، آیت ۳۱

ترجمہ: تم میری اتباع کرو اللہ تم کو محبوب بنالے گا۔

ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کرکے، اس چور کی تقصیر معارف کر دیتا ہے۔ سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی، جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے، تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے۔ اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ شفاعت خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں۔ (۱)

اور پھر اس کے چند سطر کے بعد لکھا:

"وہ خود بڑا غفور و رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا"۔ (۲)

دیکھو کہ اللہ تعالیٰ جو قادر غنی قاہر، متکبر ذوالجلال والاکرام جامع جمیع صفات کمال اور منزہ، متعال ہے ہر طرح کے نقصان سے اور احتیاج اور شبہ و مثال سے اس کو ایک بندہ کے جیسا ٹھہرایا اور مرتبہ الوہیت اور عموم قدرت اور بے نیازی کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ صاف لکھ دیا کہ اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت قرآن میں مذکور ہے سو اس کے یہی معنی ہیں۔

عبارت تقویت الایمان کا تنقیدی جائزہ

اب ہم تفصیل سے اس عبارت کی خرابیاں بیان کرتے ہیں:

۱- تقویت الایمان، ص ۲۶، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

۲- تقویت الایمان، ص ۲۶ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

اسمٰعیل دہلوی نے کہا:

''مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ اور رات دن ڈرتا ہے''(۱)

اہل سنت کے مسلک کے مطابق گناہ کبیرہ کے مرتکب کی بخشش اور شفاعت کے لئے توبہ ضروری نہیں، گناہ کبیرہ کرنے والوں کی بے توبہ کے بھی مغفرت اور شفاعت ہوگی جیسا کہ ہم نے اوپر تفصیل سے لکھا ہے، اسمٰعیل صاحب نے یہ بات معتزلہ کے مذہب سے لی ہے (ظاہر ہے کہ جب وہ مجرم اپنے گناہ پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے تو یہی اس کی توبہ ہوگئی۔)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی "ھدی للمتقین" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''عفو کے دو طریقہ ہیں اول یہ کہ ان کے اعتقاد صحیح کے قوی ہونے اور ان کے دل میں برائیوں کے تاثیر نہ کرنے سے ان کو بے توبہ بے شفاعت اور بے عذاب کے بخش دیں، دوسرے یہ کہ یہ عمل کے مقابلہ میں توبہ کرتے ہیں ان کے سیئات کو اللہ تعالیٰ حسنات سے بدل دے گا۔''(۲)

اب اسمٰعیل دہلوی کا مذہب دیکھئے کہ بقول ان کے جو گناہ گار ہمیشہ کا گناہ گار نہیں ہے اور گناہ کو اس نے پیشہ نہیں ٹھہرایا ایسے گناہگار سے بھی اللہ بے سبب درگزر نہیں کر سکتا۔

تفسیر عزیزی میں ہے:

قرآن مجید مملو و مشحون است ازیں صفات کہ کان اللہ عفوا غفورا و رحیما

۱۔ تقویت الایمان، ص ۲۶ کتب خانہ رحیمیہ، دیو بند

۲۔ تفسیر عزیزی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، سورۂ بقر: زیر آیت ھدی للمتقین

کریما و اگر در حدیث نظر کنیم بالاتر از حد تواتر این مضمون را خواہیم یافت (۱)

ترجمہ: قرآن مجید میں ان صفات کا بکثرت بیان موجود ہے کہ اللہ غفور ہے عفو رحیم و کریم ہے اور اگر حدیث پاک میں دیکھیں تو حد تواتر سے زیادہ اس مضمون کو احادث میں پائیں گے۔

یہ گفتگو اس شخص کے بارے میں ہے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور بے توبہ مر گیا ہو مگر اسمٰعیل دہلوی صاحب کی جرأت دیکھئے کہ اللہ غفور و رحیم کو یہ سمجھے کہ ایک گناہگار شرمندہ ڈرنے والے سے درگزر نہیں کر سکتا اللہ کے بارے میں یہ سمجھنا کہ ''وہ نہیں کر سکتا'' تو یہ یفعل اللہ مایشاء (۲) اور "ان اللہ یحکم ما یرید (۳) اور " و ہو علی کل شئ قدیر" (۴) جیسی سینکڑوں آیتوں کا انکار ہے اور یہ جو لکھا کہ ''بے سبب درگزر نہیں کر سکتا (۵) دراصل یہ بھی معتزلہ کی کفش برداری ہے کیونکہ مسلک اہل سنت میں اللہ تعالیٰ کے افعال کے لئے سبب و علت اور غرض و غایت ٹھہرانا جائز نہیں اس لئے کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کی تعلیل واجب جانتے ہیں کتب عقائد میں اس بحث کی تفصیل موجود ہے بالخصوص شرح مواقف میں اس مسئلہ کی پوری تفصیل مذکور ہے۔(۶) غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ اہل

۱- مرجع سابق

۲- اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ سورۂ ابراہیم، آیت ۲۸

۳- اللہ حکم فرماتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے۔ سورۃ المائدہ، آیت ا

۴- اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سورۂ ہود، آیت ۴

۵- تقویت الایمان، ص ۲۶ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

۶- دیکھئے: شرح مواقف، الموقف الخامس، المرصد السادس، المقصد الثامن، ص ۶۵۵، ۶۵۶، مطبع نول کشور، لکھنؤ

سنت کے نزدیک کافر کا بخشا جانا بھی عقلاً جائز ہے مگر معتزلہ اسے **ممتنع عقلی** کہتے ہیں اہل سنت نے ان کے مذہب کا رد کیا ہے شرح عقائد نسفی میں بھی اس کی تفصیل مذکور ہے، وہابیہ پر یہ آفت پڑی کہ صاف لکھ دیا کہ گنہگار شرمندہ ڈرنے والے سے بھی "بے سبب درگزر نہیں کرسکتا" دیکھو کیسی صریح مخالفت ہے مسلک اہل سنت کی اور کیسی بے ادبی اور گستاخی ہے اللہ تعالیٰ کی شان میں اور اللہ تعالیٰ کے عموم قدرت اور کمال بے نیازی کا انکار ہے نیز لا یسأل عما یفعل و هم یسئلون (۱) وغیرہا کثیر آیات کے خلاف ہے اور یہ جو لکھا کہ "اپنے آئین کا خیال کر کے" دراصل یہ بات بھی معتزلہ سے سیکھی ہے شرح عقائد نسفی اور شرح مقاصد وغیرہ میں معتزلہ کی طرف سے دلیل نقل کی گئی ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں:

> کہ گناہگاروں کی وعید آیات و احادیث سے ثابت ہے اگر ان کو عذاب نہیں دے گا تو خلف وعید لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی بات بدل جائے گی اور خبریں جو گنہگاروں کے عذاب کو تام کرتی ہیں وہ جھوٹی ہو جائیں گی۔

اہل سنت نے اس کا جواب یہ دیا کہ عفو و درگزر کی نصوص بھی کثرت سے ہیں اگر وعید و عذاب کی آیات عام ہوں تو وہ عفو و درگزر کی آیتوں سے خاص ہو گئیں، یعنی گنہگاروں کو عذاب دیا جائے گا سوائے ان گنہگاروں کے جن سے وہ درگزر فرمادے گا۔

اسمٰعیل دہلوی نے اتنی بات معتزلہ سے لی مگر پھر ان سے بھی آگے جا کر یہ لکھا کہ وہ توبہ والے کو بھی بے سبب درگزر نہیں کرسکتا کیونکہ معتزلہ بھی توبہ والے گناہگار کے

۱- اللہ جو کرتا ہے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا اور بندے (اپنے افعال) کے بارے میں پوچھے جائیں گے۔

عفو و درگزر کے منکر نہیں تھے کیا تماشا ہے کہ خود ہی اسمٰعیل دہلوی نے آیت کریمہ: "ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرك به و یغفر مادون ذلك لمن یشاء" (۱) کے بیان میں لکھا ہے:

> اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں دیوے چاہے معاف کرے۔ (۲)

اب وہی اللہ یہاں ایسا ہوگیا کہ بے سبب درگزر نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ کو سبب اور بندوں کا محتاج بنانا یہ کیسی دینداری ہے؟ درگزر نہ کر سکنے کا جو سبب بیان کیا وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے لکھتے ہیں کہ:

> ''کہیں لوگوں کی نظر میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے''۔

واہ کیا عقل و دین ہے کہ اسمٰعیل دہلوی اللہ کی شان میں کیا کیا بے ادبیاں کرتے ہیں یہاں چند باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ کا ڈرنا

۲- جب اس آئین میں سزا بھی ہے اور عفو بھی، اور صاف کہا گیا ہے جسے ہم چاہیں گے بخش دیں گے پھر درگزر کرنے سے لوگوں کے دل میں آئین کی قدر کیوں گھٹنے لگی معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس تردد اور تشویش کی کوئی توجیہ سوائے اس کے اور نہیں ہوسکتی کہ وہ بھول گیا کہ اس نے اپنی آیات میں معاف کرنے کا بھی بیان کیا ہے۔

۳- اس عبارت سے لازم آیا کہ آئین کا بنانے والا جاہل ٹھہرتا ہے کیونکہ آئین

۱- اللہ تعالیٰ اس شخص کی بخشش نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اس کے سوا جس کے لئے جو چاہے بخش دے گا۔ سورہ النسا، آیت ۴۸

۲- تقویت الایمان، ص ۱۱، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

بناتے وقت اس کو یہ خبر نہیں تھی کہ ایک دن مجھے ضرورت پڑے گی اور مجھے ترس آئے گا اور میں چاہوں گا کہ اپنے بندے شرمندہ اور ڈرنے والے اور اپنی طرف رجوع کرے والے سے درگزر کردوں مگر درگزر نہیں کرسکوں گا اس خوف سے کہیں آئین کی قدر نہ گھٹ جائے کیونکہ اس کو اگر ان سب باتوں کی خبر ہوتی تو ایسا آئین ہی کیوں بناتا جس سے خود اس کو عاجزی اور پشیمانی ہو اور اس آئین کے سبب لاچار اور دوسروں کا محتاج ہوگیا۔

۴- وہ آئین برا ہوگا کہ اس کی خواہش پوری نہیں کرنے دیتا اور اگر آئین اچھا ہے تو اس کی یہ خواہش بری ہے۔

۵- جب اس کو معلوم ہوگیا کہ آئین برا ہے پھر بھی اس کو اس کی قدر گھٹ جانے کا ڈر ہے یہ بات اچھی نہیں ہے کہ اگر آئین کی برائی پہلے معلوم نہ تھی اور اب معلوم ہوئی تو صاف کہہ دینا چاہئے تھا کہ یہ آئین برا تھا اب ہم اس کے خلاف کرنے کو اچھا سمجھتے ہیں حق بات چھپانا بندوں کی نسبت بھی برا ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ حق بات چھپائے وہ خود فرماتا ہے "واللہ لا یستحی من الحق" (۱) اللہ تعالیٰ حق (بیان کرنے) سے حیا نہیں کرتا۔

۶۔ جب آئین اس کا بنایا ہوا ہے اور وہ مالک آئین ہے ہر وقت اس کو اختیار ہے کہ جب چاہے آئین میں تغیر وتبدل یا نسخ کردے پھر آخر اس کو کیا ہوگیا کہ باوجود ترس آنے کے وہ بے سبب کچھ نہیں کرسکتا اور دوسروں کا محتاج ہوگیا بظاہر تو یہود کے مذہب پر یہ بات درست ہوسکتی ہے کہ وہ نسخ کے منکر ہیں۔

اسمٰعیل دہلوی صاحب نے آگے کہا ہے:

"سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پاکر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے"

۱- الاحزاب، آیت ۵۳

دیکھواس عبارت میں کیا کیا قباحتیں ہیں۔

۱۔ پہلی تو یہ کہ بادشاہ پر امیر و وزیر کا احسان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ شفاعت نہ کریں تو بے چارے بادشاہ کے دل کی خواہش دل ہی میں رہ جائے اور کوئی سبیل درگزر کرنے کی نہ تھی یہ عجب طرح کی کشاکش ہے ادھر آئین کا خیال ادھر دل کی خواہش کا جو خلاف آئین ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ جب امیر و وزیر نے اس کی مرضی دیکھی تو اُن کے نزدیک تو اس کے آئین کی قدر یقیناً گھٹ جائے گی کیونکہ ان کو معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کی مرضی خلاف آئین ہے۔

۳۔ قصوروار کو بھی اگر معلوم ہوگیا کہ امیر و وزیر نے بادشاہ کی مرضی پا کر میری سفارش کی ہے تو اس کے نزدیک بھی آئین کی قدر گھٹ جائے گی اور جس کو یہ بات معلوم ہوگی اس کے نزدیک بھی آئین کی قدر گھٹ جائے گی اور آئین کی قدر گھٹنے سے بچانے کے لئے بادشاہ نے جو حیلہ بنایا تھا وہ کسی کام نہیں آیا اور اگر ان کو یہ بات معلوم نہیں کہ امیر وزیر نے بادشا کی مرضی پا کر میری سفارش کی ہے تو ان کے نزدیک تو امیر و وزیر بادشاہ سے بڑے ٹھہرے کیونکہ اپنے دل کی جو بات بادشاہ اپنے آئین کا خیال کر کے نہ کرسکتا تھا امیر و وزیر کے کہنے سے لاچار ہوکر کرنا پڑی وہ سوچے گا کہ یہ امیر و وزیر بڑے زبردست ہیں اور پہلے بادشاہ کا منہ تک رہا تھا اور امیر و وزیر کی طرف رجوع نہیں کر رہا تھا تو اس بات سے وہ سخت نادم و پشیمان ہوگا کہ بادشاہ کا منہ دیکھنا کچھ کام نہ آیا تھا بلکہ وہ امیر و وزیر کے کہنے سے ہی بچا۔

۴۔ چوتھی بات یہ کہ آئین کی قدر تو اب بھی قصوروار کی نظر میں گھٹ گئی پہلی صورت میں خود بادشاہ کے خلاف آئین کرنے سے اور دوسری صورت میں امیر و وزیر

کے باعث بلکہ اب تو اس سے بھی بری ہوئی۔

اسمٰعیل دہلوی آگے لکھتے ہیں:

''بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کو سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔''

اس کو دھوکا بازی کہتے ہیں دنیا کے بادشاہوں میں سے جو نرے دنیا پرست اور بڑے فریبی ہوتے ہیں وہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور جن کو کچھ اپنے مرتبہ کا اور صاف گوئی وحق گوئی کا خیال ہوتا ہے وہ بھی اس کو گوارا نہیں کرتے۔ ایسی واہی اور لایعنی مثال لا کر اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں۔

''اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں مذکور ہے سو اس کے یہی معنی ہیں''

دیکھئے کیسی گستاخی ہے اللہ تعالیٰ کی شان میں اور کیا کیا قباحتیں ہیں اس کلام میں پھر آگے اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا ہے''

کیا تماشہ ہے کہ جو بات سفارش یا شفاعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اس کو تو شفاعت کا نام دے دیا اور جو حقیقتاً شفاعت و سفارش ہے جو دنیا میں بھی جاری ہے اور دین میں بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت ہے اس کا انکار کر دیا، زمانے کا یہی دستور ہے کہ سفارش یا شفاعت کی تین وجوہات ہوتی ہیں قرابت، آشنائی (جان پہچان) یا استدعاء۔ اور دین میں تینوں باتیں ثابت ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "و الذین اٰمنوا و اتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم" (۱) ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان

۱- الطور، آیت ۲۱

کے ایمان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔
حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من قرأ القرآن و حفظه ادخله اللّٰه الجنة و شفعه فی عشرة من اهل بيته كلهم قد استوجبت النار. (۱)

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے دس گھر والوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہوگئی تھی۔

اس مفہوم کی احادیث بکثرت ہیں جن میں بعض ہم نے اوپر ذکر کیں۔ پھر اسمٰعیل دہلوی صاحب نے لکھا کہ "وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔"

سب مسلمانوں کے نزدیک تو بے شک وہ ایسا ہی ہے مگر اسمٰعیل صاحب کو یہ کلمہ کہنا زیب نہیں دیتا اور نہ ہی ان کے گذشتہ کلام سے کوئی ربط رکھتا ہے کیونکہ جو ایک گناہگار شرمندہ ڈرنے والے سے بے سبب درگزر نہیں کر سکے وہ کیا بڑا غفور و رحیم ہے پھر لکھتے ہیں کہ "سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا۔" حالانکہ تفسیر عزیزی میں صاف لکھا ہے کہ

اپنی رحمت یا پیغمبر کی شفاعت سے بعض گناہ کبیرہ والوں کو بخش دے گا۔ (۲)

اور یہ مضمون صاف وصریح حدیث شریف میں موجود ہے شفا قاضی عیاض وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما عنه عليه السلام

۱- ابن ماجہ: باب فضل من تعلم القرآن و علمه، ج۱ص۷۸
۲- تفسیر عزیزی: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

توضع للأنبياء منابر يجلسون عليها و يبقى منبرى لاأجلس عليه قائما بين يدى ربى منقبا فيقول الله تبارك و تعالىٰ ما تريد ان اصنع بامتك فاقول يارب عجل حسابهم فيدعى بهم فيحاسبون فمنهم من يدخل الجنة برحمته و منهم من يدخل الجنة بشفاعتى، و لا ازال اشفع حتى اعطى صكاكا برجال قد امر بهم إلى النار حتى ان خازن النار ليقول يا محمد ما تركت غضب ربك فى امتك من نقمة. (۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے منبر رکھے جائیں گے اور وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے جبکہ میرا منبر خالی رہ جائے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ سراپا سوال بن کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا، ارشاد باری تعالیٰ ہوگا اے حبیب اپنی امت کے لئے کیا چاہتے ہو؟ کہ میں کروں۔ عرض کروں گا کہ اے پروردگار میری امت کا حساب جلد کردے پس بلا کر ان کا حساب کیا جائے گا ان میں

۱- (الف) كتاب الشفاء لقاضى عياض: الباب الثالث: فصل فى ذكر الشفاعة و المقام المحمود

(ب) المستدرک للحاکم، ج۱،ص ۱۳۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰ء

(ج) سیر اعلام النبلاء: الذہبی، ج ۱۳،ص ۸۳ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۳ھ امام حاکم نے اس کو ''صحیح غریب'' کہا ہے۔ امام ذہبی نے ''غریب منکر'' کہا ہے، اس کی سند میں محمد بن ثابت البنانی ہیں ان کو بخاری نے "فيه نظر" اور ابن معین نے "ليس بشئ" کہا ہے۔

سے بعض اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور بعض میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے اور میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے چند لوگ ایسے ملیں گے جن پر دوزخ میں ڈالنے کے پروانے جاری ہوچکے ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ جہنم کا داروغہ مجھ سے کہے گا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے تو عذاب الٰہی سے اپنی امت کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ وہابیہ کی جرأت دیکھو کہ کیسے خدا و رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور دینداری کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پھر اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''جس کو چاہے اپنے حکم سے شفیع بنا دے گا۔

یہ باب کلام اللہ کے صاف خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا" (۱) ترجمہ: عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

جمہور مفسرین و علماء کرام کے نزدیک مقام محمود سے شفاعت مراد ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "و لسوف یعطیك ربك فترضی" (۲) عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ ان آیات سے حضور کا شفیع ہونا معلوم ہوا جب کہ اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں کہ جسے چاہے گا شفیع بنا دے گا اس طرح ان کے کلام میں بے شمار حدیثوں کا انکار صریح ہے، جن احادیث میں تفصیل اور تخصیص کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء، ملائکہ، آل و اصحاب، اولیاء، اولاد

۱- بنی اسرائیل، آیت ۷۹

۲- الضحیٰ، آیت ۵

اور قرآن وغیرہ کی شفاعت کا ذکر ہے ان احادیث میں سے بعض ہم نے ذکر کیں۔

اسی طرح اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یہ جو قید لگائی کہ ''رات دن اس کا منھ دیکھ رہا ہے'' اس میں بھی صریح احادیث صحیحہ کا انکار ہے۔ صحیح بخاری سمیت متعدد کتب حدیث میں یہ حدیث مذکور ہے کہ قیامت کے دن لوگ حیران و پریشان ہوکر فکر کریں گے اور شفیع کو تلاش کریں گے اور حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے پاس جائیں گے پھر درجہ بدرجہ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض و معروض کریں گے آپ فرمائیں گے میں اسی کام کے لئے ہوں جب شفاعت ہوگی۔ اسمٰعیل دہلوی کے مذہب پر تو تمام اولین و آخرین کے لئے شفاعت ہو نہیں سکتی۔

مولانا فضل حق خیر آبادی اور رد تقویت الایمان

شفاعت کے بیان میں جو کچھ اسمٰعیل دہلوی نے لکھا، علمائے وقت نے ان کے روبروان کا رد کیا، مولانا فضل حق خیر آبادی جزاہ اللہ خیراً نے ''تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی'' نام سے شرح وبسط سے کتاب لکھی اور اسمٰعیل صاحب کی تکفیر ثابت کی اور علماء دیندار کی اس پر مہریں ہوئیں۔ (۱) اور ان سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا جس کو چاہئے بالتفصیل

۱- استاذ مطلق مولانا فضل حق فاروقی چشتی خیر آبادی ۱۲۱۲ھ ۱۷۹۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اکثر تعلیم اپنے والد گرامی حضرت مولانا فضل امام خیر آبادی سے حاصل کی۔ حدیث کے لئے حضرت شاہ عبد القادر دہلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ۱۳؍سال کی عمر میں درسیات کی تکمیل کرلی، اپنے زمانے میں معقولات کے امام تھے، عربی کے بلند پایہ شاعر تھے، آپ کے بعض عربی قصائد مشاہیر شعراء عرب پر فائق ہیں۔ ہزاروں طلبہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور اپنی اپنی جگہ علم وفن کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے، تلامذہ میں یہ چار حضرات ''عناصر اربعہ'' کہلاتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے مولانا عبد الحق خیر آبادی، تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی، مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری، مولانا

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

وہاں دیکھ لے۔ یہاں صرف اس قدر ثابت کرنا مقصود ہے کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کا

بقیہ حاشیہ: فیض الحسن سہارنپوری۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور جنگ آزادی کی قیادت کی۔ اسی جرم میں کالا پانی کی سزاء ہوئی اور ۱۲؍صفر ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۱ء کو جزیرۂ انڈمان میں وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے۔ ایک درجن سے زیادہ معرکہ آراء تصانیف یادگار چھوڑیں۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی نے ۱۲۴۰ھ میں تقویت الایمان تصنیف کی، جس کی اشاعت کے بعد ملک بھر اور بالخصوص دہلی میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا، تقویت الایمان کی وہ عبارت جس میں شفاعت کی بحث تھی ایک صاحب نے نقل کر کے اس کے بارے میں مولانا فضل حق خیرآبادی سے استفتاء کیا۔ آپ نے ۱۸؍رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ میں اس استفتاء کا تفصیلی اور تحقیقی جواب دیا جو فارسی زبان میں ''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے رمضان ۱۳۹۸ھ اگست ۱۹۷۸ء کو کیا۔ جو ۱۳۹۹ھ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی اکیڈمی سرگودھا پاکستان سے شائع ہوا۔ ۱۹۸۲ء میں مولانا عبدالمنان کلیمی کے زیر اہتمام دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی نے پہلی بار ہندوستان میں اس کو شائع کیا۔

استفتاء میں سائل نے شاہ اسمٰعیل دہلوی کی عبارت نقل کر کے تین سوال کیے تھے:

(۱) یہ کلام حق ہے یا باطل؟

(۲) یہ کلام سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص وتخفیف پر مشتمل ہے یا نہیں؟

(۳) اگر اس کلام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو اس کا قائل شرعاً کیا ہے؟

آپ نے ان تینوں سوالوں کے مندرجہ ذیل جوابات عنایت فرمائے:

(۱) قائل کا یہ کلام سرتاپا جھوٹ، دروغ، فریب اور دھوکہ ہے۔

(۲) یہ کلام بلاشبہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء، اصفیاء، ملائکہ، اور اولیاء کی

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

بیان کتاب وسنت اور مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور یہ بات بخوبی ظاہر ہوگئی۔

بقیہ حاشیہ: تنقیص شان پر مشتمل اور تخفیف پر دلالت کرتا ہے۔

(۳) اس بیہودہ کلام کا قائل از روئے شریعت کافر اور بے دین ہے، اور ہرگز مسلمان نہیں، شرعاً اس کا حکم قتل اور تکفیر ہے، جو شخص اس کے کفر میں شک و تردد لائے یا اس استخفاف کو معمولی جانے کافر و بے دین نامسلمان ولعین ہے۔

(تحقیق الفتویٰ، ص ۲۴۶، ۲۴۷، دائرۃ المعارف الامجدیہ، گھوسی ۱۹۸۲ء)

اس فتویٰ پر ۱۸ مشاہیر علماء نے اپنے تائیدی وتصدیقی دستخط فرمائے جن میں بعض حضرات یہ ہیں۔

(۱) مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی۔ تلمیذ رشید شاہ عبد القادر محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور مولانا فضل امام خیر آبادی۔ ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء میں وفات پائی۔

(۲) مولانا مخصوص اللہ بن مولانا رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ تلمیذ شاہ عبد العزیز دہلوی۔ ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی۔

(۳) مولانا محمد رشید الدین خاں دہلوی۔ شاہ رفیع الدین دہلوی کے مشہور تلامذہ میں تھے، شاہ عبد القادر دہلوی اور شاہ عبد العزیز سے بھی استفادہ کیا۔ وفات ۱۲۴۹ھ

(۴) مولانا کریم اللہ فاروقی دہلوی بن لطف اللہ فاروقی۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور مولانا رشید الدین دہلوی سے تحصیل علم کی، حضرت آل احمد اچھے میاں مارہروی کے مرید و خلیفہ تھے، ۱۲۹۱ھ میں وفات پائی۔

(۵) حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی۔ مولانا فضل امام خیر آبادی اور مولانا رشید الدین دہلوی کے تلمیذ ہیں، شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر سے بھی استفادہ کیا۔ ۱۲۷۴ھ میں دہلی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے وہیں وفات ہوئی۔

(۶) حضرت مولانا محمد موسیٰ دہلوی بن مولانا رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ۔ اپنے والد گرامی اور چچا شاہ عبد العزیز سے تحصیل علم کی۔ ۱۲۴۰ کے مشہور مناظرۂ دہلی میں مولانا اسمٰعیل دہلوی اور مولانا عبد الحی سے بحث کرنے میں پیش پیش تھے۔ ۱۲۹۵ میں وفات ہوئی۔ (ان حضرات کی

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

رسالہ تنبیہ الغافلین کا تنقیدی جائزہ:

ان دنوں ایک کتاب "تنبیه الغافلین" (۱) کے نام سے اس فقیر کی نظر سے گزری اس میں شفاعت کا کچھ ذکر ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بھی بعض غلطیاں ظاہر کر دی جائیں۔ "تنبیه الغافلین" میں لکھا ہے کہ:

> ان دنوں عوام میں بلکہ بعض خواص میں شفاعت کا بڑا جھگڑا پڑا ہے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے گروہ کے لوگ شفاعت کے منکر ہیں یہ نہیں سوچتے کہ ہم تو ہرگز اس شفاعت کے جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول مقبول نے احادیث میں فرمایا ہے اور علماء نے تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے منکر نہیں۔

جان لیجئے کہ یہ لوگ اسماعیلیہ، وہابیہ، نجدیہ اس شفاعت کے منکر ہیں جو اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے اور قرآن و حدیث اور تفسیر سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر ظاہر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا" (۲) "عنقریب اللہ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا" یعنی مقام شفاعت پر فائز فرمائے گا۔ "و لسوف یعطیك ربك فترضی (عنقریب اللہ آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:

بقیہ حاشیہ: ولدیت، نسبت تلمذ اور سنین وفات کے سلسلہ میں "تذکرۂ علمائے ہند" از مولوی رحمان علی پر اعتماد کیا گیا ہے۔)

۱- تنبیہ الغافلین دستیاب نہیں ہو سکی اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ یہ کس کی تصنیف ہے۔

۲- سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۹

در حدیث است کہ چوں ایں آیت نازل شد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیاراں خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آنکہ یک یک کس را از امت خود بہ بہشت داخل نکنم (۱)

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ میں ہرگز راضی نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اپنی امت کے ہر ہر فرد کو جنت میں داخل نہ کرالوں۔

پھر تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے:

وہ شفاعت بالاذن ہے کسی کے اختیار میں نہیں سو کئی دلیل لوگوں کے پوچھنے پر اس مقدمے میں لکھی گئیں ہیں۔

پھر صاحب تنبیہ الغافلین نے دلیل میں مندرجہ ذیل آیات نقل کیں:

۱۔ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ (۲)

ترجمہ: کون ہے جو اس کے دربار میں بے اس کے حکم سفارش کر سکے۔

۲۔ ما من شفیع الا من بعد اذنہ (۳)

بغیر اس کے اذن کے کوئی اس کے دربار میں سفارش نہیں کر سکتا۔

۳۔ لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ و ھم من خشیتہ مشفقون (۴)

۱- تفسیر عزیزی: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ص ۲۸۲، تحت آیت "و لسوف یعطیک ربک فترضی"

۲- البقرہ، آیت ۲۵۵

۳- یونس آیت ۳

۴- الانبیاء، آیت ۲۸

ترجمہ: وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لئے جسے اللہ پسند کرے اور وہ اللہ کی خشیت سے ڈرتے ہیں۔

٤۔ لا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له (۱)

ترجمہ: شفاعت اس کی بارگاہ میں فائدہ نہیں دے گی مگر اس کو جس کے لئے اجازت دی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان آیتوں کو بھی معتزلہ انکار شفاعت کے لئے اپنی غلط فہمی کی بنیاد پر دلیل میں لے کر آئے ہیں اس کا رد ہم نے تفسیر کبیر کے حوالہ سے پیچھے ذکر کر دیا ہے۔ اسمٰعیل صاحب کا اصل ماخذ خوارج و معتزلہ وغیرہ بدمذہب ہیں مگر ہر بات میں اعتزال وخروج کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا خبط اپنا بھی ملا لیتے ہیں، ان آیات میں اذن کے وہ معنی نہیں ہیں جو اسمٰعیل دہلوی نے بیان کئے ہیں، بلکہ وہ ہیں جن کو مفسرین نے بتصریح لکھا ہے۔ تفسیر عزیزی میں جو اوپر میں نے نقل کیا کاش اسی کو دیکھیں اور سمجھیں۔ دیکھو کیا تماشا ہے کہ یہ لوگ عبارت نقل کرتے ہیں اور مطلب نہیں سمجھتے تنبیہ الغافلین میں تفسیر خازن کی ایک عبارت نقل کی ہے حالانکہ اس عبارت سے ان کا دعویٰ ثابت ہونے کے بجائے رد ہوتا ہے اور پھر اس عبارت کا ترجمہ بھی نہیں لکھا اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرکت قصداً لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کی ہے کیونکہ اس عبارت کا ترجمہ نہیں لکھا برخلاف اور عبارات عربیہ کے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه ای بامره وهذا استفهام انکار و المعنی لایشفع عنده احدالا بامره و ارادته و ذلك لان المشرکین زعموا ان الاصنام تشفع لهم فاخبر انه لاشفاعة لاحد عنده الا ما استثناه بقوله الا

۱۔ السبا، آیت ۲۳

باذنه يريد ذلك شفاعة النبى و شفاعة بعض الانبياء و الملئكة و شفاعة المؤمنين بعضهم لبعض (۱)

ترجمہ: کون ہے کہ شفاعت کرے اس کے آگے مگر اس کے اذن سے یعنی امر سے اور یہ استفہام انکاری ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس کے آگے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر وارادہ سے اور یہ بات اس طرح ہے کہ مشرک گمان کرتے تھے کہ ان کے بت شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس کے سامنے کسی کی شفاعت نہیں ہوگی مگر ان کی جن کو اللہ تعالیٰ نے نکال لیا ہے اپنے قول الا باذنه سے مراد اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء و ملائکہ و مومنین کی شفاعت ہوگی یعنی بتوں کی نہ ہوگی جیسا کہ مشرکین کا گمان ہے۔

اس تفسیر میں بھی اذن کے معنی وہی ہیں جو اہل سنت کا مذہب ہے صاحب تنبیہ الغافلین نے پھر تفسیر کبیر کی عبارت نقل کی۔

"لا يملك احد فى يوم القيامة شيئاً فلا يقدر احد على الشفاعة الا باذن الله تعالىٰ فيكون الشفيع فى الحقيقة الذى ياذن فى تلك الشفاعة فكان الاشتغال بعبادته اولىٰ من الاشتغال بعبادة غيره" (۲)

ترجمہ: قیامت کے روز کوئی کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا کوئی بغیر اللہ کے اذن کے شفاعت پر قادر نہیں ہوگا تو شفیع حقیقت میں وہ ہوگا جس کو شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی تو اللہ کی عبادت میں مشغول

۱- تفسیر خازن، ج ۱، ص ۱۸۱، مطبع مکتبۃ السید محمد عبد الواحد بک ۱۳۰۰ھ

۱- تفسیر کبیر، امام رازی، زیر آیت لا يملكون الشفاعة الا باذنه

ہونا اس کے غیر کی عبادت میں مشغولیت سے اولیٰ ہے۔

اور تفسیر خازن میں عبارت یہ ہے کہ:

"قال الله تعالیٰ قل لله الشفاعة جميعاً ای لايشفع احد إلا باذنه فكان الاشتغال بعبادته اولیٰ لانه هو الشفيع فى الحقيقة وهو ياذن فى الشفاعة لمن يشاء من عباده" (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! آپ فرما دیجئے کہ شفاعت تمام اللہ کے لئے ہے یعنی کوئی اس کے اذن کے بغیر شفاعت نہیں کرے گا تو اللہ کی عبادت میں مشغولیت اولیٰ ہے اس لئے کہ حقیقت میں وہی شفیع ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا شفاعت کا اذن دے گا۔

یہ دونوں عبارتیں بھی اہل سنت کے مسلک کے مطابق ہی اذن کے معنی پر دلالت کرتی ہیں یعنی بتوں کی شفاعت قبول نہ ہوگی جیسا کہ بت پرست گمان کرتے ہیں۔ پھر تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے:

''شفاعت عظمیٰ کی حدیث میں آیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا "فأستاذن على ربى فياذن لى" یعنی اذن طلب کروں گا میں اپنے رب سے سو اذن دے گا وہ مجھ کو''۔

دیکھو یہ صاف رد ہے اسماعیل دہلوی صاحب کا کیونکہ ان کی تشریح کے اعتبار سے تو شفاعت عظمیٰ کا کوئی معنی ہی نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے جو شفاعت کی حقیقت بیان کی ہے شفاعت عظمیٰ اس سے باطل ہوتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اذن دینا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اذن طلب کرنے کے

---

۱۳۴ تفسیر خازن، ج ۴، ص ۴۷، مطبع مکتبۃ السید محمد عبد الواحد بک ۱۳۰۰ھ

بعد ہے یہ بھی ان کے مذہب پر صحیح نہیں ہوسکتا اور پھر شفاعت عظمیٰ والی پوری حدیث پر نظر کی جائے تو اسماعیل صاحب کے بنائے ہوئے سارے مقدمات باطل ہوجاتے ہیں شاید یہی بات سمجھ کر پوری حدیث نقل نہیں کی اور نہ ہی کتاب کا نام لکھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ ''استاذن'' کے معنی اکثر شراح نے یہ لکھے ہیں کہ مقام قرب میں داخل ہونے کا اذن چاہوں گا پس اذن دیا جائے گا۔

پھر بعض صحیح روایتوں میں یہ الفاظ موجود ہیں فاستاذن علی ربی فی دارہ (۱) ترجمہ: میں اللہ کی بارگاہ میں داخل ہونے کا اذن چاہوں گا۔

پھر صاحب تنبیہ الغافلین نے مرشد الطلاب کی عبارت نقل کی کہ:

"و اعلم انه صلی الله علیه وسلم لایشفع لجمیع عباد الله بل یشفع لمن اذن الله فی شفاعته"۔

ترجمہ: جان لیجئے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے تمام بندوں کے لئے شفاعت نہیں فرمائیں گے بلکہ اس کے لئے شفاعت فرمائیں گے جس کے واسطے اللہ نے اذن دیا ہے۔

اس کا مطلب بھی اسماعیل دہلوی صاحب کی بتائی ہوئی تشریح کے مطابق صحیح نہیں بیٹھتا کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ شفاعت جو شفاعت عظمیٰ کے بعد ہوگی وہ سب بندوں کے لئے نہیں ہوگی یعنی کافروں کے لئے نہیں ہوگی بلکہ صرف مسلمانوں کے واسطے ہوگی اس عبارت کو دلیل میں لانا ان کے لئے محض بے فائدہ ہے کیونکہ کافروں کے لئے شفاعت کا کوئی مدعی نہیں ہے ہم تو گناہ گار مسلمانوں کی شفاعت کے

۱- (الف) بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ: وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة

(ب) مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک ج ۳، ص ۲۴۴، مؤسسہ قرطبہ قاہرہ

دعویدار ہیں پھر غلول کی درجہ ذیل حدیث نقل کی۔

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا الفین احدکم یجئ یوم القیامۃ فیقول یا رسول اللہ اغثنی فأقول لہ لا املك لك من اللہ شیئاً قد ابلغتك. (۱)

۱- (الف) بخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب الغلول
(ب) مسلم، کتاب الامارۃ، باب غلظ تحریم الغلول
پوری حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

و حدثنی زھیر بن حرب حدثنا اسمعیل بن ابراھیم عن ابی حیان عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فذکر الغلول فعظمہ و عظم امرہ ثم قال لا الفین احدکم یجئ یوم القیامۃ علی رقبتہ بعیر لہ رغاء یقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیئا قد ابلغتك لاالفین احدکم یجئ یوم القیامۃ علی رقبتہ فرس لہ حمحمۃ فیقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیئا قد ابلغتك لاالفین احدکم یجئ یوم القیامۃ علی رقبتہ شاۃ لھا ثغاء یقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیئا قد ابلغتك لا الفین احدکم یجئ یوم القیامۃ علی رقبتہ رقاء تخفق فیقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لااملك لك شیئا قد ابلغتك لا الفین احدکم یجئ یوم القیامۃ علی رقبتہ صامت فیقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املك لك شیئا قد ابلغتك.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اور آپ نے مال غنیمت میں خیانت کی بہت مذمت کی اور اس پر سخت سزا کا ذکر کیا اور فرمایا میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو کر بڑ بڑا رہا ہو اور وہ شخص کہے یا رسول اللہ

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے اور میں کہوں میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں۔

اس حدیث کا حال یہ ہے کہ یہ بھی معتزلہ نے انکار شفاعت کی دلیل میں پیش کی ہے اس کو امام رازی نے معتزلہ کی طرف سے نقل کر کے اس کا جواب دیا ہے جو پیچھے مذکور ہوا۔

بقیہ حاشیہ: میری مدد کیجئے اور میں کہوں گا میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں، میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو کر ہنہنا رہا ہو وہ شخص کہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری مدد کیجئے اور میں کہوں گا میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں، میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر بکری سوار ہو کر منمنا رہی ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے میں کہوں گا میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کسی شخص کی جان سوار ہو کر چیخ رہی ہو وہ شخص کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے اور میں کہوں گا میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں۔ میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہل رہے ہوں اور وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے میں کہوں گا میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں۔ میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کیجئے میں کہوں گا کہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی نے تحقیق الشفاعۃ میں یہ حدیث نقل کرکے بیہقی سے اس کا جواب نقل کیا ہے، جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ملک کی نفی سے شفاعت کی نفی لازم نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی قوت و طاقت سے عذاب دفع نہیں کرسکتا اس لئے کہ شفاعت میں مالک کے حضور شافع تواضع وانکسار کرتا ہے اور یہاں اگر ملک سے شفاعت مراد ہو تو وہ تو دوسرے نصوص سے عموماً ثابت ہے جیسے اس آیت کریمہ میں: "لایملکون الشفاعة الامن اتخذ عند الرحمٰن عهدا" ترجمہ: وہ لوگ شفاعت کے مالک نہیں ہیں سوائے ان کے جنھوں نے رحمٰن کے پاس عہد بنالیا ہے۔ (۱)

اس طرح جو احادیث ہم نے ذکر کیں ان سے بھی شفاعت مطلقاً ثابت ہوتی ہے دراصل اس حدیث میں خاص اس شخص کو زجر و توبیخ ہے کیونکہ آخرکار ہر مسلمان کے حق میں شفاعت ہونا ثابت ہے حدیث قدسی جو اوپر ذکر کی گئی کہ "انا سنرضيك فى امتك و لانسؤك" ہم عنقریب تمہیں تمہاری امت کے سلسلہ میں راضی کرلیں گے۔

۱- امام سیوطی کی کتاب "تحقیق الشفاعۃ" دستیاب نہ ہوسکی۔ اس حدیث کی ایک تاویل امام نووی نے قاضی عیاض کے حوالے سے نقل کی ہے، امام نووی فرماتے ہیں:

قال القاضى معناه من المغفرة و الشفاعة الا باذن الله تعالىٰ و يكون ذلك اولا غضبا عليه لمخالفته ثم يشفع فى جميع الموحدين بعد" شرح مسلم:، ج ۱۲، ص ۲۱۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۹۲ھ

ترجمہ: قاضی عیاض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر میں تمہارے لئے شفاعت کا یا تم کو معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہوں کیونکہ اس شخص نے آپ کی مخالفت کی ہے اس لئے آپ ابتداءً غصہ میں اس طرح فرمائیں گے اس کے بعد آپ تمام موحدین کی شفاعت فرمائیں گے۔

علی بن ابی طالب، عوف بن مالک، معاذ ابن جبل، ابوموسیٰ اشعری اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عام مسلمانوں کے لئے شفاعت کا ہونا مروی ہے۔

امام قسطلانی کی ایک متنازع عبارت

تنبیہ الغافلین میں مواہب اللدنیہ کی اس عبارت کو نقل کیا گیا ہے کہ:

"اما ما يغتر به الجهال من انه لا يرضى ان يدخل احد من امته النار فهو من غرور الشيطان لهم و لعبه بهم فانه صلى الله عليه و سلم يرضى بما يرضى ربه تبارك و تعالىٰ و هو سبحانه يدخل النار من يستحقها من الكفار و العصاة ثم يحد رسول الله صلى الله عليه وسلم حدا يشفع فيهم و رسول الله صلى الله عليه وسلم اعرف به و بحقه من ان يقول لا ارضى ان يدخل احد من امتى النار او يدعه فيها بل ربه تبارك و تعالىٰ اذن له فى الشفاعة فيشفع فيمن شاء ان يشفع فيه و لا يشفع فى غير من اذن له و رضيه" (۱)

ترجمہ: جاہل لوگ جس چیز سے دھوکے میں مبتلا ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ حضور راضی نہیں ہوں گے اس بات سے کہ کوئی ان کی امت سے دوزخ میں داخل ہو تو یہ (جاہلوں کا گمان) شیطان کا انہیں دھوکہ دینا اور ان کے ساتھ مکر کرنا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام اس سے راضی ہوں گے جس سے ان کا رب راضی ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان گنہگاروں اور کفار کو جو جہنم

۱- میں مواھب اللدنیہ میں یہ عبارت تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔

کے مستحق ہیں دوزخ میں داخل کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی حضور ان کے بارے میں شفاعت کریں گے اور حضور زیادہ پہچاننے والے ہیں اس کو کہ آپ کہیں میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میری امت میں سے کوئی جہنم میں داخل ہو یا جہنم میں چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کا رب انہیں شفاعت کی اجازت دے گا پس وہ شفاعت کریں گے ان لوگوں کی جن کی اللہ چاہے گا۔ وہ ان لوگوں کی شفاعت نہیں کریں جن کے لئے اللہ نے اجازت نہیں دی اور وہ ان سے راضی نہ ہوا۔

اس عبارت کونقل کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ فرقۂ اسماعیلیہ کا مدار صرف غلطی اور مغالطہ پر ہے جس کتاب میں جو عبارت مجمل ہو اس پر معاصرین ومتاخرین نے کلام کیا ہو یا عبارت میں شبہ ہو کہ اس کی مراد کیا ہے اور اس کتاب میں دوسری جگہ مصنف کی مراد واضح ہورہی ہو مگر اس کے باوجود ایسی مجمل اور مشتبہ عبارتوں کو اپنے مطلب کی سند میں لانا اور دوسری طرف سے آنکھیں بند کرلینا اسماعیلیہ کے لئے فرض عین ہے۔

متنازع عبارت پر علامہ خفاجی کی تنقید

اولاً تو یہ دیکھو کہ علامہ خفاجی نے شرح شفاء میں مواہب اللدینہ کا یہ مقولہ نقل کرکے اس پر کیسا رد کیا ہے اور وہ اس طرح ہے۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

"یہ جرأت و بے ادبی ہے اور حدیث کی توجیہ کرنا چاہئے کہ روایتیں ثابت ہیں اگرچہ ضعیف ہیں اور یہ بات بعید نہیں کہ گنہگاروں کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس

سے راضی نہیں ہیں کہ ان کی رضا رب تعالیٰ کی رضا کے موافق ہے۔ لہٰذا رب تعالیٰ کے راضی نہ ہونے کے عبب وہ بھی گنہگاروں کے دوزخ میں داخل ہونے سے راضی نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کرے گا اگرچہ آخر میں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کے فعل سے رضا نہیں واجب ہے مگر اس حیثیت سے کہ وہ اللہ کی مراد ہے۔ لہٰذا کچھ اشکال وارد نہیں ہوا کیونکہ رضا ترک طلب کا مجاز ہے یعنی عفو کو نہیں چھوڑوں گا جب تک میری امت سے دوزخ میں کوئی ہو اور اس سے عدم رضا حقیقتاً لازم نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے بہت سے امور طلب کئے حالانکہ ہمیشہ مقام رضا میں ہیں اور جب اللہ نے راضی کرنے کا وعدہ کیا تو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا ترک طلب سمجھ کر اس کو مشکل سمجھنا غلط ہے کسی کا یہ حق نہیں ہے کہ ان روایتوں کے باطل کرنے پر جرأت کرے‘‘۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تنقید

مواہب کی اس عبارت کا رد شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

’’پوشیدہ نماند کہ در حدیث شفاعت آمدہ است کہ آنحضرت شفاعت می کند طوائف عصاۃ را بترتیب چنانکہ زانیاں وسارقان وشاربان را مثلاً پس ازان می مانند آن کسانی کہ نیست در ذات ایشاں برخردلہ ایمان یا حبہ ازان پس می گوید پروردگار تعالیٰ اینا ازاں من اند خاصگان اند من خود شفاعت می کنم ایشان را بخود پس آمرزیدہ میشود و برآوردہ می شوند از

آتش دوزخ بشفاعت آنحضرت صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
فائدہ ومعلوم است کہ شفاعت بے اذن حق تعالیٰ وبی رضا اونے باشد و لیکن وے تعالیٰ اذن می کند و رضا میدہد بشفاعت بمقتضائے وعدہ کہ کردہ است یا رضا وے و مراد آن ...... است ومقرر است کہ عاصیان دائم در دوزخ نمی باشند و دراں روایت و عبارت آمدہ یکی آنکہ آنحضرت راضی نمی شود کہ در اید یکی از امت او در آتش دیگر آنکہ راضی نمی شود کہ بماند ہیچ یکے از امت او در آتش و از عبارت اولی نیز ہمیں مراد است فافہم'' (۱)

یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حدیث شفاعت میں وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گنہگاروں کی جماعتوں کی بالترتیب شفاعت فرمائیں گے مثلاً زانیوں، چوروں، شرابیوں کی شفاعت فرمائیں گے پھر وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں رائی برابر یا ذرہ برابر ایمان ہوگا تو پروردگار عالم فرمائے گا یہ میرے لئے خاص ہیں پس وہ بخش دیئے جائیں گے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب دوزخ سے نکالے جائیں گے اور بخش دیئے جائیں گے معلوم ہوا کہ بغیر اذن اور رضائے خدا کے شفاعت نہیں ہوتی ہے لیکن خدائے برتر شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا اور راضی ہوگا کیونکہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی فرمائے گا۔ (مواہب میں جس روایت پر طعن کیا گیا ہے اس کی) مراد یہ ہے کہ ہمیشہ کے دخول پر

۱۔ مدارج النبوۃ، شاہ عبد الحق دہلوی، ص ۸۷، باب سوم در بیان فضل وشرافت، مطبع نول کشور، کانپور، ۱۸۹۴ء

راضی نہ ہوں گے اور یہ بات تو ثابت ہے کہ عاصی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔

روایت میں دو لفظ وارد ہوئے ہیں پہلا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی امتی کے دوزخ میں داخل ہونے سے راضی نہ ہوں گے دوسری یہ کہ دوزخ میں رہنے سے راضی نہ ہوں گے۔ پہلی والی عبارت سے بھی یہی مراد ہے (یعنی دونوں کا مطلب ایک ہے“۔)

علامہ ابو ہاشم مکی کی تنقید

ابو ہاشم مکی نے ”عقد الجوہر فی احوال المحشر“ میں مواہب کی اس عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”وہ جو مواہب میں کہا گیا ہے ”و اما ما یغتر به الجهال الخ“ تو اس پر علماء نے قدیماً اور حدیثاً کلام کیا ہے۔

مولانا رحمت اللہ سندی نے شفا کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

”صاحب مواہب نے یہاں دھوکہ کھایا اور ایک کلام شنیع لکھا اس کلام کا ظاہر باطل ہے“۔

اور اسی کتاب میں اس کے مخالف کی تصریح ہے“۔

پھر ابو ہاشم لکھتے ہیں کہ:

”مواہب کی اس عبارت کی تاویل کرنا ضروری ہے ممکن ہے کہ صاحب مواہب کی مراد یہ ہو کہ بعض جہال کو یہ دھوکہ ہوا ہے کہ کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا اگرچہ ایک ساعت ہی کے لئے کیوں نہ ہو اگر عبارت کی یہی مراد ہو تو اس میں حدیث کا رد نہیں ہے کیونکہ حدیث میں عدم

دخول سے مؤبد مراد ہے کیا صاحب مواہب واقف نہیں اس حدیث سے جو اگرچہ ضعیف ہے مگر تعدد طرق کی وجہ سے اس کا ضعف جاتا رہا"۔

علامہ شرباسی کی تنقید

اسی طرح علامہ علی شرباسی نے بھی مواہب لدنیہ کی شرح میں اس عبارت پر کلام کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

"تفسیر نسفی وغیرہ میں ہے کہ جب آیت کریمہ "و لسوف یعطیك ربك فترضیٰ" نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میری امت میں سے ایک بھی فرد دوزخ میں ہو۔(۱)

لہٰذا صاحب مواہب کی عبارت کا معنی یہ ہوا کہ جہال حدیث کے ظاہری معنی کو دیکھتے ہوئے دھوکہ کھاتے ہیں حالانکہ حدیث کا وہ معنی نہیں۔ یہ حدیث موضوع نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے ایسی حدیث کو غرور من حیث الروایۃ نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ دھوکہ مراد میں ہے"۔

پھر علامہ شرباسی نے نسیم الریاض سے صاحب مواہب کا رد نقل کیا ہے اور امام الحرمین الجوینی کا کلام نقل کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"وجوب رضا ہمارے نزدیک ثابت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قضائے بد سے پناہ مانگی ہے۔

۱- تفسیر نسفی، ج ۴، ص ۳۶۴، اصح المطابع ...... حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
و لما نزلت قال صلی اللّٰہ علیه وسلم "اذا لاارض قط و واحد من امتی النار"
جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ میں کبھی راضی نہیں ہونگا جب کہ میری امت کا ایک شخص بھی جہنم میں ہو۔

تلمسانی نے مواہب کی اس عبارت کی تاویل یہ کی ہے کہ یہاں جہال سے مراد مقاتل بن سلیمان اور بعض مرجیۂ ہیں کہ ان کا مسلک یہ ہے کہ مومن گنہگار دوزخ میں نہیں جائے گا۔

دیکھو مواہب کی جس عبارت کو صاحب تنبیہ الغافلین اپنی دلیل میں لے کر آئے اس پر علماء نے کلام کیا ہے پھر خود مواہب میں مقصد عاشر کے تحت جو شفاعت کی بحث کی ہے اس کو دیکھو۔

امام قسطلانی اور مسئلہ شفاعت

صاحب مواہب فرماتے ہیں:

"عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا اتفق المفسرون علیٰ أن كلمة عسى من الله واجب" (۱)

مفسرین کا اتفاق ہے کہ لفظ عسیٰ کلمہ اللہ کی جانب سے وجوب کے معنی میں ہے۔

علامہ واحدی نے کہا:

"قال الواحدی اجمع المفسرون علی انه مقام الشفاعة" (۲)

مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ مقام محمود سے شفاعت مراد ہے۔

اور صحیح بخاری وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہی تفسیر مروی ہے۔

"ثم وردت الاخبار الصحیحة فی تقریر هذا المعنی کما فی البخاری من حدیث ابن عمر قال سئل رسول الله صلی الله

۱- المواهب اللدنیه، علامہ قسطلانی، ج۴، ص۶۴۰ الفصل الثالث فی امور الآخرة

۲- مرجع سابق، نفس الصفحہ

علیه وسلم عن المقام المحمود فقال هو الشفاعة" (۱)

حضرت ابن عمر سے بخاری میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مقام محمود کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ شفاعت ہے۔

ابن جوزی نے کہا کہ:

"الاکثر علی أن المراد بالمقام المحمود الشفاعة و ادعی الامام فخر الدین الاتفاق علیه" (۲)

اکثر علمائے کرام کا مذہب یہی ہے کہ مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے اور اس پر امام فخر الدین رازی نے اتفاق کا دعوی کیا ہے۔

صاحب مواہب اللدنیہ آگے فرماتے ہیں:

"و قد انکر بعض المعتزلة و الخوارج الشفاعة فی اخراج من أدخل النار من المذنبین و تمسکوا بقوله تعالیٰ فما تنفعهم شفاعة الشافعین و قوله تعالیٰ و ما للظلمین من حمیم و لاشفیع یطاع و اجاب اهل السنة بأن هذه الایات فی الکفار قال القاضی عیاض مذهب السنة جواز الشفاعة عقلاً وجوبها سمعاً لصریح قوله تعالیٰ یومئذ لاتنفع الشفاعة إلا من اذن له الرحمن و رضی له قولاً و قوله تعالیٰ و لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ و لقوله عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً المفسر بها عند الاکثرون" (۳)

۱- المواهب اللدنیه، ج۴، ص۶۴۱، مطبوعہ پوربندر، گجرات

۲- مرجع سابق نفس الصفحہ

۳- المواهب اللدنیه، ج۴، ص۶۴۵ الفصل الثالث، فی امور الآخرة، مطبوعہ پوربندر، گجرات

بعض معتزلہ اور خوارج نے شفاعت کا اس معنی میں انکار کیا ہے کہ جو گنہگار دوزخ میں داخل ہو گئے انہیں نکالا جائے گا اور وہ دلیل میں اللہ تعالیٰ کا قول "فما تنفعهم شفاعة الشافعين" (ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہیں دے گی) اور "و ما للظالمين من حميم و لاشفيع يطاع" (ظالموں کے لئے نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا جس کی بات مانی جائے) لاتے ہیں۔ اہل سنت نے ان آیات کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ آیات کفار سے متعلق ہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور سمعاً واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شفاعت نفع نہیں دے گی مگر اس کے لئے جس کے واسطے رحمٰن نے اجازت دی اور اس سے وہ راضی ہے دوسرے مقام پر باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لئے جسے رب تعالیٰ نے چنا ہے نیز فرمان خداوندی ہے کہ عنقریب اللہ حضور کو مقام محمود یعنی شفاعت پر فائز فرمائے گا اکثر علمائے کرام کے نزدیک یہی تفسیر ہے۔

شفاعت کے متعلق احادیث مبارکہ کا مجموعہ حد تواتر کو پہنچ چکا ہے جیسا کہ صاحب مواہب فرماتے ہیں:

"و قد جاء ت الاثار التى بلغ مجموعها التواتر بصحة الشفاعة فى الاخرة لمذنبى المومنين و عن ام حبيبة قالت قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اريت ما تلقى امتى من بعدى و سفك بعضهم دماء بعض و سبق لهم من الله ما سبق للامم قبلهم سالت الله ان يؤتينى فيهم

الشفاعة يوم القيامة ففعل" (۱)

گنہگار مومنین کی آخرت میں شفاعت ہوگی اس بارے میں اتنی احادیث وارد ہوئی ہیں جن کا مجموعہ حد تواتر کو پہنچ چکا ہے حضرت ام حبیبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا جو امت میرے بعد کرے گی اور بعض بعض کا خون بہائے گا اور ان کے لئے بھی اللہ کی جانب سے وہ مقدر کردیا گیا ہے جو ان سے پہلی امتوں کے لئے مقدر ہوا تو میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ روز قیامت میری امت کے لئے مجھے شفاعت عطا فرمائے تو اللہ نے ایسا ہی کیا۔

صاحب مواہب آگے فرماتے ہیں:

"عن ابی هريرة قلت يا رسول الله ماذا ورد عليك فی الشفاعة فقال شفاعتی لمن شهد أن لا اله إلا الله مخلصا يصدق لسانه قلبه" (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شفاعت کے سلسلہ میں آپ پر کیا نازل ہوا ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا جس نے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور اس کی زبان اس کے دل کی تصدیق کررہی ہو اس کے لئے میری شفاعت ہے۔

پھر آگے صاحب مواہب فرماتے ہیں:

"و فی رواية البخاری من حديث قتاده عن انس ثم اشفع

۱- المواهب اللدنيه، ج۴، ص۶۴۰، مطبوعہ پوربندر، گجرات

۲- المواهب اللدنيه، ج۴، ص۶۴۶، مطبوعہ پوربندر، گجرات

فیحد لی حدا ثم اخرجھم من النار و ادخلھم الجنة قال الطیبی: ای یبین لی کل طور من اطوار الشفاعة حدا اقف عنده فلا اتعداد مثل ان یقول شفعتك فیمن ادخل بالجماعة ثم فیمن أخل بالصلاۃ ثم فیمن شرب الخمر ثم فیمن زنا و ھکذا علی ھذا الاسلوب" (۱)

بخاری میں قتادہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرا رب میرے لئے ایک حد مقرر کردے گا پھر میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔

علامہ طیبی نے کہا یعنی شفاعت کے طریقوں کی ایک حد مقرر کردے گا میں اس سے تجاوز نہیں کروں گا مثلاً وہ فرمائے گا کہ میں نے تارکین جماعت کے حق میں تمہاری شفاعت قبول کی پھر تارکین نماز کے حق میں پھر شرابیوں کے حق میں پھر زانیوں کے حق میں علی ہذا القیاس.

علامہ قسطلانی مزید فرماتے ہیں:

"و فی روایة ثابت عند احمد فأقول ای رب امتی امتی فیقول اخرج من کان فی قلبه مثقال شعیرۃ و فی حدیث سلیمان فیشفع فی کل من کان فی قلبه مثقال حبة من حنطة ثم شعیرۃ ثم حبة خردل فذلك المقام المحمود. (۲)

حضرت ثابت کی روایت میں ہے کہ میں کہوں گا یارب امتی امتی تو اللہ

۱- المواھب اللدنیه، الفصل الثالث، ج۴، ص۶۵۲-۶۵۲، مطبوعہ پوربندر، گجرات

۲- مرجع سابق

تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام ہر اس شخص کی شفاعت فرمائیں گے جس کے دل میں گیہوں کے برابر ایمان ہے پھر اس کی جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے پھر اس کی جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اور یہی مقام محمود ہے۔

امام نووی اور قاضی عیاض نے شفاعت کی پانچ قسمیں کی ہیں جیسا کہ صاحب مواہب نے نقل کیا ہے۔

"و قد قال النووی و قال القاضی عیاض: الشفاعات خمس

الاولی: فی الاراحة من هول الموقف

الثانیة: فی ادخال قوم الجنة بغیر حساب

الثالثة: فی ادخال قوم حوسبوا و استحقوا العذاب ان لایعذبوا

الرابعة: فی اخراج من ادخل النار من العصاة

الخامسة: فی رفع الدرجات (۱)

شفاعت پانچ قسم کی ہے:

۱۔ اہوال قیامت سے راحت و آرام دینے میں شفاعت ہوگی۔

۲۔ بغیر حساب کے بعض کو جنت میں داخل کرنے میں شفاعت ہوگی۔

۳۔ جن کا حساب ہوا اور وہ دوزخ کے مستحق ہوئے ان کو شفاعت کی وجہ سے عذاب نہ دیا جائے۔

۱۔ مرجع سابق، ج۴، ص۶۵۴ مطبوعہ پور بندر، گجرات

۴۔ جو گنہگار دوزخ میں جائیں شفاعت کے سبب نکلیں۔

۵۔ اہل جنت کے درجات بلند ہوں۔

"و قد ذكر القاضي عياض شفاعة سادسة و هي شفاعته صلى الله عليه وسلم لعمه ابى طالب في تخفيف العذاب"(۱)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفاعت کی چھٹی قسم کا ذکر فرمایا کہ (وہ بعض کفار کے تخفیف عذاب کے لئے ہوگی) جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے چچا ابو طالب کی تخفیف عذاب کے لئے شفاعت کرنا۔

دیکھو کہ صاحب مواہب نے شفاعت کی کیسی صاف صاف تحقیق مذہب اہل سنت کے مطابق کی ہے اور ان کی ایک عبارت میں جو شبہ پیدا ہو رہا تھا وہ اس عبارت سے زائل ہوگیا۔ صاحب تنبیہ الغافلین کی بد دیانتی دیکھئے کہ صاحب مواہب کے ایسے صاف اور صریح کلام سے آنکھیں بند کرلیں اور جو عبارت مشتبہ اور مشکل تھی اس پر قناعت کی، مگر لطف یہ کہ اگر چہ اس عبارت میں اشتباہ ہے مگر پھر بھی تقویت الایمان کے بیان کے موافق نہیں ہے یا چونکہ اس عبارت کا ظاہر حدیث کے مخالف اور جماعت اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے، لہٰذا اسماعیلیہ کا اس کو پسند کرنا ضروری ہوگیا کیونکہ حدیث کی مخالفت اور جماعت اہل سنت کا خلاف ان کے دین کا رکن رکین ہے۔

اسی طرح اسماعیلیہ اپنی خرافات کی تائید میں تفسیر عزیزی کی اس عبارت کو بھی لاتے ہیں:

حکم خواہد شد کہ شفاعت فلاں کنید

حکم ہوگا کہ فلاں کی شفاعت کرو

مگر اسماعیلیہ یہ نہیں سمجھے کہ اسی کتاب میں بتفصیل و تحقیق شاہ عبد العزیز لکھ

۱- مرجع سابق

چکے ہیں کہ اہل سنت کے مذہب میں سوائے کافروں کے سب گنہگاروں کے حق میں شفاعت کا حکم ہوگا اور اذن و حکم کے معنی بھی اِسی کتاب میں دوسری جگہ بیان کر چکے ہیں پھر اس مجمل عبارت کو دلیل میں لانا اسماعیلیہ کے لئے محض بے فائدہ ہے۔

پھر تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے:

> ''ان آیات و احادیث اور اقوال سے علماء دیندار کے معلوم ہوا کہ مختار کامل اور متصرف علی الاطلاق اللہ جل شانہ کے کارخانے میں کوئی نہیں کہ جو چاہے کرے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اے عزیزو! اس کا کس نے دعویٰ کیا ہے اور نہ شفاعت کے لئے مختار کامل اور متصرف علی الاطلاق ہونا لازم ہے۔ شفاعت کے معنی پر غور کرو تو اس معنی کا بطلان ثابت ہو جائے گا۔ اصل نزاع اور بحث تو اس میں ہے کہ اللہ نے اپنے ایک خاص بندے سے وعدہ فرمایا ہے (اور بندہ بھی ایسا کہ جو اس کی پیروی کرے وہ اللہ کا محبوب ہو جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے وجیہ اور مقرب بندے اس کی امت میں داخل ہونے کی تمنا کریں) کہ آخرت میں اس کی شفاعت مقبول ہوگی اور اس مخبر صادق نے ارشاد فرمایا کہ سوائے کافروں کے سب گنہگاروں کے واسطے شفاعت قبول ہوگی اگرچہ گناہ کبیرہ کئے ہوں اور بے توبہ مرے ہوں سو اللہ کے وعدے کے مطابق اور مخبر صادق علیہ السلام کے فرمانے کے بموجب یقیناً قیامت میں شفاعت ہونے والی ہے۔ عقائد اہل سنت میں یہ بات شامل ہے کہ الشفاعۃ حق یعنی شفاعت حق ہے مگر اے اسماعیل دہلوی کے پیروکارو! تم سب مراتب کے منکر ہو تمہارے نزدیک نہ کوئی محبوب نہ کوئی وجیہ نہ وعدہ نہ یقین نہ شفاعت نہ شفیع کی تخصیص، بلکہ صرف ایک احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ دھوکہ بازی کے طور پر کسی کو شفیع بنا دے گا اب سوچو کہ آیات و احادیث اور علماء دیندار کے اقوال میں کوئی بات بھی مخالف اہل سنت کے اور موافق تمہارے عقیدۂ فاسدہ کے ہے؟ تقویت الایمان

کی عبارت کا فساد اور مذہب اہل سنت سے اس کی مخالفت کی جو وجہیں بتفصیل اوپر مذکور ہوئیں ان میں سے کون سی بات آیات واحادیث اور علماء دیندار کے اقوال سے معلوم ہوئی اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو اس باطل عقیدۂ اسماعیلیہ سے باز آ ؤ اور توبہ کرو اہل سنت کے مطابق عقیدۂ شفاعت اور تمام عقائد درست کرو اور اقرار کرلو کہ جو کچھ باب شفاعت میں تقویت الایمان میں لکھا ہے وہ مذہب اہل سنت اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کے مخالف ہے اور بغض انبیاء واولیاء کا اپنے دلوں سے نکالو۔ دیکھو تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے:

''اور عتاب ہونا بدر کے قیدیوں کے مقدمہ میں اور ام مکتوم نابینا کے مقدمہ میں جس کا حال قرآن شریف میں صاف صاف لکھا ہے کیوں ہوتا''۔

دیکھو اگر اس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض نہ ہوتا تو کیا وجہ ہے کہ اس باب میں جو آیات محکمات ہیں یعنی "عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا" وغیرہ ان کا کچھ ذکر نہیں کیا اور اس بحث میں بدر اور نابینا کے قصہ کو لائے جو اصل بحث شفاعت سے کچھ تعلق نہیں رکھتی اور پھر وہ آیات بھی متشابہات ہیں۔

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے:

"النوع العاشر فی ازالة الشبهات من آیات وردت فی حقه علیه السلام.

(دسویں قسم ان آیات کے شبہات کو دور کرنے میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں وارد ہوئیں) اس قسم میں متشابہات اور اس طرح کی آیات سب مذکور ہیں۔

صاحب تنبیہ الغافلین کا دفاع تقویت الایمان

پھر تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے۔

''ایسی ہی تحریر و تقریر ہے حضرت مولانا محمد اسماعیل محدث دہلوی کی تقویت الایمان میں اور اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے''۔

اس شخص کو یا تو نہ مذہب اہل سنت کی خبر ہے اور نہ تقویت الایمان دیکھی ہے صرف نادان نے اپنے گمان سے لکھ دیا یا پھر یہ بڑا پکا مفتری ہے کیونکہ میں نے اہل سنت کا مذہب بھی نقل کر دیا اور تقویت الایمان کی پوری عبارت بھی لکھ دی اور دونوں میں جو فرق ہے وہ واضح ہے۔ پھر تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے کہ:

''مخالفین نادان کہتے ہیں کہ تقویت الایمان مین نبیوں کے شان کی چھٹائی (تحقیر) لکھی ہے لیکن ...... (۱) کے اندھے سمجھتے ہیں کہ کس کی عظمت اور شوکت اور کبریائی اور بزرگی مختار کے روبرو یہ لکھا ہے حقیقت میں تو سچ بات تو یہی ہے کہ اس شہنشاہ جلیل عظیم الشان کے روبرو کسی کی بڑائی نہیں ہے''۔

دیکھو اسماعیل دہلوی کے دانا دوستوں کو کہ نبیوں کی چھٹائی (تحقیر) لکھنے کا اقرار ہے مگر عذر یہ ہے کہ شاہنشاہ کے روبرو کسی کی بڑائی نہیں ہے۔ یہ عذر بہت کمزور ہے کیونکہ بڑائی تو وہی ہے جو شاہنشاہ جلیل کے روبرو ہو اور ہر طرح کی بڑائی جو بندوں کے لائق تھی وہ اس نے اپنے روبرو دی۔

دیکھو قرآن میں پروردگار عالم فرماتا ہے۔

۱۔ بشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم (۲)

۱- لفظ پڑھا نہیں جا سکا

۲- یونس، آیت ۲

. ایمان والوں کوخوش خبری دیجئے کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس مرتبۂ بلند ہے۔

۲۔ انہ لقول رسول کریم ذیٔ قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین. (۱)

یہ (قرآن) ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) قول ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے یہاں عزت والا (سب فرشتوں کا) سردار اطاعت کیا ہوا پھر امین ہے۔

۳۔ فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر (۲)

وہ (متقی) بڑی پسندیدہ جگہ عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس ہوں گے۔

٤۔ و کان عند ربه مرضیاً (۳)

وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ ہیں۔

٥۔ و کان عند ربه وجیهاً (۴)

وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بڑی شان والے ہیں۔

٦۔ ان له عندنا لزلفیٰ و حسن مآب (۵)

(حضرت داؤد علیہ السلام) بے شک ان کے لئے ہمارے یہاں بڑا قرب ہے اور خوبصورت انجام ہے۔

۷۔ و أنهم عندنا لمن المصطفین الاخیار (٦)

۱- التکویر، آیت ۱۹/۲۰/۲۱

۲- القمر، آیت ۵۵

۳- مریم، آیت ۵۵

۴- الاحزاب، آیت ۶۹

۵- صٓ، آیت ۲۵

۶- صٓ، آیت ۴۷

(یہ حضرات ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت بہترین لوگ ہیں۔)

صدہا جگہ یہ مضمون قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اے نادانو! اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا بیان جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے دوسرا نہیں کرسکتا آنکھ ہو تو دیکھو، کان ہو تو سنو، عقل ہو تو سمجھو کہ خود اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و بزرگی کے بیان میں بڑوں کی بڑائیوں کا جو اللہ نے خود عطا فرمائی ہیں قرآن شریف میں کس طرح جا بجا بیان کرتا ہے۔

۱۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشرکون۔ (۱)

(اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کردے خواہ مشرک سخت ناپسند کریں۔)

۲۔ سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا" (۲)

(پاک ہے وہ ذات جس نے رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اپنے بندے کو سیر کرائی بابرکت بنادیا ہم نے اس کے گرد و نواح کو، تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔)

۳۔ "هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم (۳)

(اللہ کی ذات پاک ہے جس نے مومن بندوں کے دلوں پر سکینہ نازل فرمایا تاکہ

۱- الصف، آیت ۹

۲- الاسراء، آیت ۱

۳- الفتح، آیت ۴

ان میں ایمان زیادہ ہو جائے۔)

اس طرح کی آیات بہت ہیں اور انبیاء نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بیان میں اپنی شانوں کا بیان کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہیں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے کہا:

"و قالا الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عباده المؤمنین"(۱)

ترجمہ: اور ان دونوں نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اپنے کثیر مومن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کی ثنا اس طرح بیان کی:

"الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس اجمعین بشیرا و نذیرا و انزل علیّ الفرقان فیه تبیان لکل شئ و جعل امتی خیر امة وسطا و جعل امتی هم الاولون و هم الآخرون و شرح لی صدری و وضع عنی وزری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتحا و خاتماً"(۲)

تمام تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لئے سزاوار ہیں جس نے مجھے رحمت عالم بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنایا اور میرے اوپر قرآن عظیم نازل کیا جو ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو درمیانی اور بہترین امت بنایا اور میری امت کو اول و

۱- النمل، آیت ۱۵

۲- تفسیر ابن جریر طبری، ج ۱۵، ص ۸ دار الفکر، بیروت ۱۴۰۵ھ سورہ بنی اسرائیل، تفسیر آیت ۱

آخر بنایا اور میرے سینہ کو کھول دیا اور میرے بوجھ کو دور کیا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح و خاتم بنایا۔

پھر تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے۔

''اور جس مقام میں اس مالک حقیقی کی عظمت اور مالکیت کا بیان جس نے کیا ہے تو اس کو ضروری (لازم) ہوا کہ سب کی چھٹائی خصوصاً ان لوگوں کی بے اختیاری و عاجزی کا بیان کرے کہ جن کی بڑائی عوام کی نظروں میں چھائی ہوئی ہے''۔

یہ قاعدہ نہ قرآن سے نقل کیا ہے نہ حدیث سے بلکہ قرآن و حدیث میں نبیوں کی تعظیم و تکریم کا مطلق حکم ہے کسی حال کی کسی زمانے کی کسی مکان کی قید نہیں ہے اور ان کی توہین و تحقیر کرنے پر وعید بھی عام ہے۔ صاف لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کی تصغیر سب و شتم میں داخل ہے۔ اور اس کا مرتکب بالاجماع کافر ہے۔

"قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنتقص لہ کافر و الوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہ و حکمہ عند الامۃ القتل و من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر" (۱۶۵)

محمد بن سحنون نے کہا علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اور ان کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اللہ کے عذاب کی وعید اس پر جاری ہوگی امت کے نزدیک اس کا قتل (واجب) ہے اور جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

۱۔ شفاء قاضی عیاض القسم الرابع، باب الاول، ص ۳۲۱، مطبوعہ پوربندر، گجرات

ایسی کھلی ہوئی بات کو نہ سمجھنا یا سمجھ بوجھ کر انبیاء کے استخفاف کو (جو باجماع امت کفر ہے جیسا کہ چلپی میں لکھا ہے۔) اقبال وتسلیم کرنا اور اس کو ضروری قرار دینا کیا عقل و دین کے نزدیک درست ہے؟ کوئی ان سے پوچھے کہ (تنبیہ الغافلین کی مذکورہ عبارت میں) ''ضروری'' کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کا یہاں کیا محل ہے؟ جس نے نبیوں کی چھٹائی (تحقیر) اسماعیل دہلوی کی طرح نہ لکھی وہ سب عظمت الٰہی کے بیان میں قاصر اور امر ضروری کے تارک ہیں۔

پھر تنبیہ الغافلین میں ہے:

چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں گلستاں میں

اگر تیغ قہر بر کشد　　نبی و ولی سر در کشد

گر بہ محشر خطاب قہر کند　　انبیاء را نہ جائے مغفرت است

اور بوستاں میں ہے:

در آن روز گر فعل پر سند قول　　اولو العزم را تن بلرزد ز ہول

یہاں کئی باتیں غور طلب ہیں ایک تو یہ کہ اتنی اہم بحث میں قرآن وحدیث اور اجماع کو چھوڑ کر شیخ سعدی کے اشعار کو نقل کرنا سوائے جنون کے اور کیا سمجھا جائے؟ دوسرے یہ کہ وہ گستاخیاں اور بے ادبیاں جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں اسمٰعیل دہلوی صاحب سے ہوئیں جن کے باعث مولانا فضل حق خیر آبادی نے تحقیق الفتویٰ میں اسماعیل دہلوی کے روبرو ان کی تکفیر کی اور ان سے کچھ جواب نہ بن پڑا ویسی گستاخیاں اور بے ادبیاں شیخ سعدی کے کلام میں کہاں؟ اے صاحب تنبیہ الغافلین تمہارے لکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے اسماعیل دہلوی کے مخالفین کی تحریریں دیکھیں ہیں اس صورت میں اگر مخالفین کی دلیلیں ناحق و باطل تھیں تو اس کا جواب لکھتے تاکہ مخالفین کو ہدایت ہوتی اس گالی گلوج سے کیا حاصل اور اگر وہ دلیلیں حق اور لاجواب تھیں

تو اتنا کہہ دیتے کہ اسماعیل صاحب نبی، معصوم یا فرشتہ نہ تھے خطا ہوگئی، خیر یہ بھی نہ کہتے تو کم از کم سکوت کرتے جیسا کہ اسماعیل صاحب نے کیا تھا اور مخالفین کی تحریر وتقریر کا کچھ ذکر زبان پر نہ لاتے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکتا تھا اور بغیر کلام نہیں رہا جارہا تھا اور ہٹ دھرمی کا غلبہ تھا تو یہ ہی کہہ گئے ہوتے کہ انہوں نے نبیوں کی چھٹائی (تحقیر) نہیں لکھی اور جو انہوں نے لکھا ہے وہ چھٹائی (تحقیر) نہیں ہے، اس سے تو بہتر تھا کہ تم نے اقبال و اعتراف کرلیا کہ انہوں نے نبیوں کی چھٹائی (تحقیر) لکھی ہے اور اس کی جو توجیہ کی ہے وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی قبیل سے ہے۔

سچ بات یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی کو نہ خدا کا ڈر، نہ نبی کا لحاظ، جہاں انبیاء زبان پر آ گئے جو چاہا لکھ دیا، جہاں خدا کی طرف متوجہ ہوئے جو چاہا بک دیا۔ خدا سے کب ان کو درگزر ہے صاف لکھ دیا کہ ''بے سبب درگزر نہیں کرسکتا''۔ تیسری بات تحریف وافترا اس فرقہ کا شعار ہے مایۃ المسائل اور اربعین مسائل وغیرہ کتب میں مشکوٰۃ کی شروح سے نقل کرنے میں تحریف کی۔ مثل مشہور ہے کہ شملہ بقدر علم باید۔

لہٰذا تنبیہ الغافلین میں گلستاں کی نقل میں تحریف کرکے اجر حاصل کرلیا اصل گلستاں میں یوں ہے:

اگر تیغ قہر بر کشد — نبی و ولی سر در کشد
اگر غمزہ لطف بجنباید — بداں را بہ نیکاں در رساند

قطعہ

گر بمحشر خطاب قہر کند — انبیاء راچہ جائے معذرت است
پردہ از روئے لطف گر بردار — کاشقیاء را امید مغفرت است

جو تنبیہ الغافلین کلکتہ سے چھپی تھی اس میں صرف گلستاں و بوستاں کا حوالہ تھا اب

جو دہلی سے چھپی ہے اس میں اور بلند پروازی کی کہ شیخ فرید الدین عطار کے پند نامہ کا حوالہ دے کر یہ شعر لکھ دیا۔

دل اند صمد باید آید دست بست　　　　کہ عاجز تر است از صنم ہر کہ ہست

یہ وہی مثل ہے کہ:

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا　　　　الا یا ایھا الساقی ادر کاسا و ناولھا

پند نامہ عطار کی یہ بحر نہیں ہے اکثر طلبہ کو اس کے شعر یاد ہوتے ہیں اس کا مطلع یہ ہے:

حمد بے حد مر خدائے پاک را　　　　آنکہ ایماں داد مشت خاک را

جب گلستاں اور پند نامہ جیسی مشہور کتابوں میں ان حضرات کا یہ حال ہے پھر غیر مشہور کتابوں کی نقل اور عربی عبارتوں کے ترجمے میں کیسے ان کا اعتبار کیا جائے۔

تقویت الایمان میں تحریف

اے مسلمانو! ان لوگوں کی کتابوں کے پڑھنے سے بچو عجیب طرح کے فساد ان میں بھرے ہوئے ہیں ابھی تقویت الایمان کا ایک نسخہ دیکھا جو دہلی میں حافظ محمد پیر خاں کے اہتمام سے ۱۲۶۷ھ میں چھپا ہوا ہے اس پر حاشیہ بھی چڑھایا ہے اس حاشیہ میں مخالفین کے بعض اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور تقویت الایمان سے رفع ملامت کی کوشش کی ہے۔ تقویت الایمان کے بعض الفاظ جن پر اہل سنت نے مواخذہ کیا تھا ان کو بدل دیا ہے مثلاً شفاعت کی بحث میں جہاں اصل تقویت الایمان میں "بے سبب درگزر نہیں کر سکتا" لکھا تھا وہاں اس کو "بے سبب درگزر نہیں کرتا" کر دیا یہ سب حرکتیں بے جا ہیں اگر یہ لفظ تمہارے نزدیک بھی برا تھا اور اس کی برائی تمہیں معلوم ہو گئی تھی تو حاشیہ پر صاف لکھ دیتے، ایمان والے ہونے کا یہی تقاضا تھا اصل کتاب میں رد و

بدل کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور اس سے کیا حاصل؟ تمہاری یہ حرکت صاحب تقویت الایمان پر سے اعتراض رفع نہیں کرسکتی، بلکہ دلالت التزامی سے سمجھنے والے سمجھ جائیں گے تم ان الفاظ کو ویسا ہی سمجھتے ہو جیسا ہم سمجھتے ہیں، ہم زبان سے بھی وہی کہتے ہیں جیسا دل میں سمجھتے ہیں، مگر تم زبان سے نہیں کہتے جن باتوں پر ہم نے گرفت کی ہے وہ تمہارے نزدیک بھی بری ہیں، جبھی تو الٹ پلٹ اور تبدیلی کرتے ہو مگر تعصب اور سخن پروری سے تعریف کئے جاتے ہو اور ان الفاظ پر گرفت کرنے والوں کو برا بھلا کہتے ہو اور اس چالاکی اور بے باکی سے اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ لوگ جان جائیں کہ اسماعیل دہلوی نے ایسا ہی لکھا تھا تو یہ مقصد ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ الٹی تمہاری ہی فضیحت ہوگی، کیونکہ ایک تو تم سے پہلے چھپے ہوئے نسخے کلکتہ، لکھنؤ اور دہلی میں بکثرت موجود ہیں دوسری یہ کہ خود اسماعیل دہلوی سے انہیں عبارتوں اور انہیں الفاظ پر علماء نے بحث کی اور ہر ہر طرح کی تحریر و تقریر ہوئی ان تحریروں میں یہ الفاظ موجود ہیں تحقیق الفتویٰ میں دیکھ لو کہ سوال میں بھی ''نہیں کرسکتا'' موجود ہے اور جواب میں بھی اسی کا رد کیا ہے۔

اور جب سے اب تک کیا اسماعیل دہلوی اور کیا ان کے متبعین و پیروکار ہر طرح کی گفتگو اور بحثیں کرتے رہے مگر ان الفاظ کا کسی نے انکار نہیں کیا بہرحال اگر ایمان دار ہو تو صاف چھاپ دو کہ ہم سے خطا ہوئی اور پرانے نسخوں سے مقابلہ کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرلو یہ کوئی شرم کی بات نہیں اور یہ بھی سمجھ لو کہ فقط ایک لفظ کی تبدیلی سے تقویت الایمان کے بیان شفاعت کی ساری قباحتیں دور نہیں ہوسکتیں نہ وہ جو میں نے اوپر بیان کیں اور نہ وہ جو تحقیق الفتویٰ وغیرہ میں مذکور ہیں۔

تمت

الحمد للہ اولاً و آخراً

فہرست مضامین

۱- انتساب ۳
۲- امید ۴
۳- ابتدائیہ ۵
۴- شفاعت کے متعلق عقیدۂ اہل سنت ۹
۵- انکار شفاعت پر معتزلہ کے دلائل ۱۴
۶- انکار شفاعت پر احادیث سے دلیل ۱۷
۷- معتزلہ کے دلائل کا رد ۲۱
۸- مسئلہ شفاعت پر اہل سنت کے دلائل ۲۴
۹- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مسئلہ شفاعت ۳۴
۱۰- شاہ رفیع الدین دہلوی کا عقیدہ ۳۸
۱۱- مقام محمود کیا ہے؟ ۴۶
۱۲- احادیث شفاعت ۴۸
۱۳- وہ اعمال جو شفاعت کو واجب کرتے ہیں ۵۵
۱۴- ملائکہ، علماء، شہداء، صالحین اور مؤذنین کی شفاعت ۶۱
۱۵- مسئلہ شفاعت اور شاہ اسمٰعیل دہلوی ۶۶
۱۶- شفاعت سے متعلق تقویت الایمان کی عبارت ۶۹
۱۷- عبارت تقویت الایمان کا تنقیدی جائزہ ۷۲
۱۸- مولانا فضل حق خیرآبادی اور رد تقویت الایمان ۸۳
۱۹- رسالہ تنبیہ الغافلین کا تنقیدی جائزہ ۸۶
۲۰- امام قسطلانی کی ایک متنازع عبارت ۹۵

۲۱- متنازع عبارت پر علامہ خفاجی کی تنقید ۹۶
۲۲- شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تنقید ۹۷
۲۳- علامہ ابو ہاشم مکی کی تنقید ۹۹
۲۴- علامہ شرباسی کی تنقید ۱۰۰
۲۵- امام قسطلانی اور مسئلہ شفاعت ۱۰۱
۲۶- صاحب تنبیہ الغافلین کا دفاع تقویت الایمان ۱۱۰
۲۷- تقویت الایمان میں تحریف ۱۱۷

مسئلہ توسل واستعانت کی تحقیق

احقاق حق

تصنیف

سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ العزیز

ترجمہ، تخریج، تحقیق

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی

صفحات : ۱۵۵

قیمت : Rs. 60.00

ناشر : تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں شریف

تقسیم کار

مکتبہ جام نور، ۴۲۲، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-۶

الحمد لله والمنہ کہ این رسالہ در باب اثبات

شفاعت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسمی بہ

فوز المومنین

بشفاعۃ الشافعین

تصنیف اکمل العلماء افضل الصلحاء

در احسن اوان بتصحیح و مقابلہ مصنف ممدوح در آمدہ

بمطبع مفید الخلائق دھلی باہتمام بندہ محمد شمس الدین در سنہ ۱۲۶۸ ھ مطبوع شد

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف کی نئی مطبوعات

عقیدۂ شفاعت کتاب و سنت کی روشنی میں

سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

تسہیل، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

مناصحۃ فی تحقیق مسائل المصافحۃ

تاج الفحول مولانا عبد القادر قادری بدایونی - ترجمہ، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول)

مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی - تسہیل و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

تصحیح العقائد (عقائد اہل سنت)

حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی - تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

البناء المتین فی احکام قبور المسلمین

حضرت مفتی ابراہیم قادری بدایونی - تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

تذکار محبوب

مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی

مدینے میں (مجموعۂ کلام)

شیخ طریقت حضرت عبد الحمید محمد سالم القادری زیب سجادہ آستانہ قادریہ، بدایوں شریف

مولانا فیض احمد بدایونی

پروفیسر محمد ایوب قادری - تقدیم و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

اسلام، جہاد اور دہشت گردی

(اردو، ہندی، انگلش) مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی)

تنویر احمد قادری بدایونی